گلبن رضا
مرتبہ
(صاحبزادہ) عبدالرؤف نیّر شکوری قادری (نیپالی)
۱۳۷۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربارِ عالیہ

قادریہ۔ چشتیہ۔ ابوالعلائیہ۔ منعمیہ۔ جہانگیریہ۔ شکوریہ

کے فیوض و برکات کا سلسلہ کس سے پوشیدہ ہے

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدنا و مولانا مخلص الرحمٰن[1] شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

کے روحانی تصرفات کے امین مبلغ دین متین

فخر العارفین سیدنا و مولانا محمد عبدالحئی[2] شاہ صاحب قدس سرہ السامی کے جانشین

رئیس الملت والدین سلطان العارفین

(اسد جہانگیری) سیدنا و مولانا محمد نبی رضا[3] شاہ صاحب نور مرقدہ کی تجلیات عارفانہ

سے بھرپور۔ آپ کے خلیفۂ معظم

تاج الاولیاء سیدی و مولائی شاہ محمد عبدالشکور[4] صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی

ذاتِ گرامی تقریباً تیس سال تک نصیر آباد چھاؤنی ضلع اجمیر شریف میں سلسلۂ عالیہ کی روایات

کے مطابق الی اللہ رشد و ہدایت کا مرکز بنی رہی۔ ازاں بعد دس برس تک آپ سکندر آباد

---

[1] تاریخ وصال ۳ ذلقعدہ ۱۳۰۳ھ مزار اقدس بمقام مرزا کھل ضلع چٹگام (بنگال)

[2] تاریخ وصال ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ " " "

[3] تاریخ وصال ۴ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ بمقام اسلامی گورستان صدر بازار لکھنؤ (یوپی)

[4] تقسیم ہند کے بعد سے آپ واقع بستی جیون انہ گارڈن ٹاؤن فیروز پور روڈ لاہور۔ اقامت پذیر ہیں

(یوپی) میں رونق افروز رہے۔ آپ کے بیشتر متوسلین پاک و ہند میں حق نیابت و خدمت بجا لانے میں مشغول ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد سے آپ لبستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور میں مستقل طور پر اقامت پذیر ہیں۔ اور پیرانِ سلسلہ کے اعراس طیبہ معمولاً ہوتے رہتے ہیں جنہیں بے شمار عقیدتمندانِ اولیاء کرام۔ پاک و ہند کے مختلف مقامات سے یہی کہتے ہوئے شرکت کرتے رہتے ہیں قطعہ

اٹھاؤ اپنی نظر میں پیکرِ صدق و صفا دیکھو
جمالِ بوالعلاء دیکھو تجلّی رضا دیکھو

تھا روشن عطا روشن۔ نظر روشن جبیں روشن
شکوری آئینے میں جلوہ شانِ خدا دیکھو

(زیبا نارو ی)

پیرانِ سلسلہ کے اعراس طیبہ کے مواقع پر معمولہ محافل ذکر و فکر کے علاوہ محفل شعر و ادب بھی منعقد ہوتی ہے اور صاحب عرس رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے متعلق منقبت کی نشست بھی لازماً ترتیب دی جاتی ہے۔ جس میں سلسلہ اور غیر سلسلہ کے مشاہیر شعرائے کرام بصد ذوق شریک ہو کر تازہ بتازہ مطروحہ کلام سمجھتے ہیں۔

ایسا کوئی دور نظر نہیں آتا کہ صنفِ شعر و ادب اہل اللہ کی توجہات سے محروم ہو۔ تبلیغ دین کے سلسلے میں جہاں اہلِ تصوّف نے اور بہت سے طریقے اختیار فرمائے ہیں محافل شعر و ادب سے بھی کام لیا۔ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی ہی نہیں بسید نا محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم اقوال ہی نہیں شبلیؒ و عطارؒ اور مولانا رومؒ تک ہی نہیں۔ مولانا نظامی گنجوی شیخ سعدی

شیرازی حافظؒ۔ جامیؒ۔ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری علیہ الرحمۃ۔ حضرت سید علی ہجویری (المعروف داتا گنج بخش) رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت بو علی قلندرؒ۔ حضرت سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بابا فرید شکر گنجؒ کے علاوہ اور بھی بے شمار اہل اللہ اور بزرگان دین کے جامع کلام مختلف زبانوں میں زبان زد خاص و عام ہو کر مذکور الصدر دعوے کی ناقابلِ تردید دلیل ہیں۔

اب سے چھ سو سال پیشتر سرزمین ہند کے دل مشہور مقام شہر دلی میں حضرت امیر خسروؒ نے جہاں فارسی زبان میں اپنے عدیم النظیر جواہر پاروں سے اہلِ مذاق کو استفادہ کا موقع مرحمت فرمایا۔ ہندکے اس دور کی بدلتی ہوئی زبان میں بھی موثر اور دلپذیر کاوش سے شعر و ادب کو ایک نئی زبان یعنی اردو کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈارے کیس ۔ چل خسرو گھر آپنے سانجھ بھئی چو دیس

(امیر خسروؒ)

یہ ہے امیر خسروؒ کے بیشمار اُردو اشعار میں سے اُس دور کی اردو زبان میں ترتیب دیا ہوا ایک شعر!

مجددِ اردو حضرت امیر خسروؒ کے وقت سے تاحال بتدریج اردو زبان میں شعر و ادب نے جو منازل طے کی ہیں۔ اور عالمگیر ترقی حاصل کی ہے وہ "اُظہر من الشمس" ہے۔

موجودہ دور میں اردو زبان عالمگیر بن چکی ہے۔ جہاں اور دیگر ادارے اردو شعر و ادب کے

حامی و معاون ہیں۔ اردو شعر و ادب پر اہل اللہ کی توجہات بھی بروئے کار ہیں۔

تاج الاولیاء سیدنا شاہ محمد عبد الشکور صاحب روحی فداہ کی قیادت میں ۲۸ ر ۲۹ ر ۳۰ ر ۳۱ ر مارچ ۱۹۵۴ء کو بمقام بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور سیدنا محمد نبی رضا شاہ (اسد جہانگیری) قدس سرہ السامی کے عرس مبارک کے سلسلے میں جو محافل ترتیب دی گئیں ۳۰ ر مارچ ۱۹۵۴ء کو محفلِ مشاعرہ بھی منعقد ہوئی۔ مشاعرہ کی سہ روزہ نشستوں میں جو مطروحہ کلام شعرائے کرام نے پڑھا ہے وہ اسماً باسماً بالترتیب آئندہ صفحات میں پیش ناظرین ہے۔ اس سلسلے میں افسوس ہے کہ باوجود متعدد و بار یاد دہانی کے اکثر شعرائے کرام سے ان کا گراں قدر مطروحہ کلام دستیاب نہ ہوا۔ اور شاملِ اشاعت نہ ہو سکا۔

مجموعہ روضۃ الرضا مرتبہ (میر قاتل شاہ صاحب لکھنوی) کے بعد بسلسلہ اعراس طیبہ یہ دوسرا مجموعہ گلبنِ رضا شائع کیا جا رہا ہے۔ جس میں مختلف مواقع پر منعقدہ نشستوں کا مطروحہ کلام ترتیب دیا گیا ہے۔

۳۱ ر مارچ ۱۹۵۴ء بروز چہار شنبہ بعد نماز فجر حسب معمول قرآن خوانی ہوئی اور صبح نو بجے ختم شریف سے قبل سلسلے کے حسب ذیل حضرات محمد سعید صاحب راولپنڈی راجہ خان صاحب گجرات۔ بابو امیر احمد خان صاحب مقیم کیمبل پور۔ محمد رمضان صاحب کیف کوٹ سلطان کے علاوہ متوسلینِ مولانا شاہ غلام محمد صاحب مقیم راولپنڈی میں سے چودھری برکت علی صاحب سیالکوٹ۔ غلام حسین صاحب راولپنڈی۔ چودھری عزیز الدین صاحب جہانگیری سیالکوٹ۔ محمد علی صاحب جام راولپنڈی۔ صوفی

عبدالحمید صاحب لاہور۔ نیز متوسلین مدد علی شاہ المعروف مستان شاہ صاحب مقیم چک ۱۲/۸ ضلع ملتان میں سے خان بہادر خان صاحب جہلم و حافظ غلام محمد صاحب مقیم جھنگ مگھیانہ کو حضرت قبلہ روحی فداہم نے شرفِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ بعدہ ازاں ختم شریف و قل شریف پر تقریب عرس کا اختتام ہوا۔

اور متوسلین حضرت قبلہ روحی فداہ۔ یعنی خادمانِ دربارِ عالیہ گھر لئے فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر جذباتِ وجد و کیف میں مستغرق یہ رباعی پڑھتے ہوئے رخصت ہو رہے تھے۔

رباعی

ہم سے یہ نہ پوچھے کوئی۔ کیا ملتا ہے ۔۔۔ اِس در پہ طلب سے بھی سوا ملتا ہے

حق ہے کہ یہ محفل ہے خدا والوں کی ۔۔۔ دربارِ شکوری میں خدا ملتا ہے

(زیبا ناروی)

۱۰ مارچ ۱۹۵۵ء

صاحبزادہ عبدالرؤف نیّر شکوری قادری (زیبائی)

جیون ہانہ۔ گارڈن ٹاؤن

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نشست منقبت ۱۲ دسمبر ۱۹۵۴ء

بمقام چک ۱۴/۸ آر گل آباد ضلع ملتان

بسلسلہ عرس شریف سیدنا شاہ مخلص الرحمٰن قدس اللہ سرہ العزیز

مصرع طرح۔ "ہوئے ہر سو نمایاں مخلص الرحمٰن کے جلوے"

محمد اکرم صاحب **اکرام** لاہوری (زیبائی)

ہوئے اتنے فراواں مخلص الرحمٰن کے جلوے
کہ ہیں ہر سو نمایاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

ادھر تکتے ہیں ماہ و مہر بھی حیرت زدہ ہو کر
کچھ ایسے ہیں درخشاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

حقیقت کی تجلی کیوں نہ ان جلووں سے ظاہر ہو
بنے ہیں شمع عرفاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

نظر اٹھتی نہیں دیکھنے والے - ادھر دیکھیں
ہیں رشک مہر تاباں مخلص الرحمٰن کے جلوے

جلال آفتاب چشت دنیائے تصوف میں
ضیائے ماہ کنعاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

خدارا کھلے حجاب مہر و مہ کیوں ہو نہ دل میرا
کہ اس میں ہیں فروزاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

نگاہیں کیوں نہ ہوں صدقے نگاہیں کیوں نہ ہوں قرباں
نگاہوں کے ہیں ارماں مخلص الرحمٰن کے جلوے

جسے ہو شوق دیدار آئے وہ بزم شکوری میں
نمایاں ہیں نمایاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

انہیں اکرام اک حق بیں نظر ہی دیکھ سکتی ہے
کہ ہیں انوار یزداں مخلص الرحمٰن کے جلوے

زیبا ناروی

فلک پر ماہِ تاباں مخلص الرحمٰن کے جلوے
زمیں حسنِ ستاباں مخلص الرحمٰن کے جلوے

کہیں رنگِ گلستاں مخلص الرحمٰن کے جلوے
کہیں تنویرِ عرفاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

ہوئے ہر سو نمایاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

فضاؤں میں گھٹاؤں میں شفق میں چاند تاروں میں
گلستاں میں نسیمِ صبح میں گلوں میں بہاروں میں

کہستانوں میں نیستاں میں دمن میں آبشاروں میں
گہر میں لعل میں یاقوت میں دُر میں شراروں میں

ہوئے ہر سو نمایاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

زبانِ عام پر فیضِ حنا کا ہر طرف چرچا
خدائی میں جہانگیری تصرّف جا بجا دیکھا

خدا رکھے کہاں شہرہ نہیں حسنِ شکوری کا
تجلّی ہی تجلّی دیکھتا ہوں ہر طرف زیبا

ہوئے ہر سو نمایاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

شیدا صاحب ملتان

ظہورِ سرِّ عرفاں مخلص الرحمٰن کے جلوے
طلوعِ نور ریزاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

کہیں غنچوں کی ہیئت میں کہیں کلیوں کی صورت میں
گلستاں در گلستاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

طریقت کی عقیدت کے نظر افروز نظارے
نمودِ صبحِ خنداں مخلص الرحمٰن کے جلوے

حمائل کی طرح لپٹے گلوں کے ہار بن بن کر
گریباں در گریباں مخلص الرحمٰن کے جلوے

ادھر عظمت ادھر شوکت یہاں جرأت وہاں صولت
ہوئے ہر سو نمایاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

ہیں بکھرے چار سو دیکھو ذرا چشمِ بصیرت سے
بشکلِ کشفِ عریاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

ہوئے شمعِ عقیدت پر عقیدت آشنا شیدا
جو دیکھے گُل بداماں مخلص الرحمٰن کے جلوے

وفا صاحب جھانسوی (لاہور)

۱۰؍ اگست ۵۴ء

میں بتا سکوں گا شاید مجھے آمدِ خزاں پر
مجھے کتنی دسترس ہے ابھی نظمِ گلستاں پر

یہ کمالِ بیخودی تھا کہ بقاذوق سجدہ ریزی
مجھے کون کھینچ لایا ترے سنگِ آستاں پر

جنہیں آج تک نہ آیا کبھی ڈوب کر ابھرنا
وہی لوگ ہنس رہے ہیں مری ہمتِ جواں پر

عبیداللہ صاحب عبید زیبائی (ملتان)

فراواں ہیں فراواں مخلص الرحمٰن کے جلوے
ہوئے ہر سو نمایاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

نگاہ و دل کی حسرت جلوۂ حسنِ شکوری ہے
نگاہ و دل میں پنہاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

دمِ دیدار نظریں کس طرح ٹھہریں نہ مانے کی
ہیں مثلِ برقِ تاباں مخلص الرحمٰن کے جلوے

نظر آیا ہمیں آج چک چودہ کی بستی میں
ہیں جس شہ[1] سے نمایاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

ہمارے خانۂ دل کا مقدر خوب چمکا ہے
زہے قسمت ہیں مہماں مخلص الرحمٰن کے جلوے

نظر آنے لگی راہِ ہدایت بزمِ ہستی میں
بنے ہیں فضلِ رحماں مخلص الرحمٰن کے جلوے

---

[1] اشارہ بجانب مرشدی سیدنا عبدالشکور صاحب قبلہ روحی فداہ

عبیدِ کورِ دل کو چشمِ مرشد نے ۔ وہ ضَو بخشی
نہیں نظروں سے پنہاں مخلص الرحمٰن کے جلوے

غلام قادر خاں صاحب **قادر**

بہارِ ہر خیاباں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے
ہوئے ہر سُو نمایاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

نگاہِ ذوقِ الفت سے نظر ڈالے ذرا دیکھیں
درخشاں ہیں درخشاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

گلستانِ شکوریؒ کے گلوں میں انکی رنگینی
بہارِ صد بہاراں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

ہوا ہیں جب سے دیوانہ شکوریؒ حسنِ دلکش کا
نہیں مجھ سے گریزاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

رموزِ دید سے قادر تو واقف ہی نہیں ورنہ
نمایاں ہیں نمایاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

محبوب میاں صاحب **محبوب** (حیدرآباد سندھ)

ہوئے جب سے نمایاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے
ہیں ایماں کے نگہباں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

میری آنکھوں میں رقصاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے
میرے سینے میں پنہاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

ملے ایمان کی دولت خدا کا قرب حاصل ہو
سمیٹ آنکھوں میں نادان مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

زبانِ دل کی حبیبیؒ یا شکوریؒ یا نبیؐ ورد ہے
سکونِ قلب ہیں ہاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

جدھر دیکھو اُدھر مستوں کا جمگھٹ ہے خدا رکھے
ہیں ذوقِ چشمِ مستاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

ادائے حسنِ موزوں پر تصدق دین و ایماں ہوں
ہیں میرے دل میں مہماں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

نبی کی شان بھی شانِ رضا میں جلوہ گر دیکھی
ہوئے اس ڈھب سے خنداں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

طلب گاروں کے حق میں کیوں نہ وجہ صد تسلی ہوں
ہیں مطلوب دل و جاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

میرا ایمان ہے محبوب عشق سرورِ عالمؐ
ہیں مجھ کو حرفِ قرآں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

مخفیؔ

(صاحب د ملتان)

جلائے قلبِ انساں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے
ضیائے نورِ ایماں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

بتاؤں کیا ہیں نادان مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے
ہیں لطفِ خاص رحماں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

چلے آؤ چلے آؤ سب اپنی جھولیاں بھر لو
ہوئے ہیں اتنے ارزاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

چمک کر سو بسو ہر نور کی رنگین شعاعوں میں
بنے انوار ریزاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

نکل کر کنجِ خلوت سے پھر آکر شانِ جلوت میں
ہوئے ہر سو نمایاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

مری لوحِ جبیں پر تا دوامِ زندگی چمکیں
مثالِ بختِ رخشاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

ذرا تابِ نظر کا بیشتر تم امتحاں کر لو
ہیں مثلِ مہرِ تاباں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

مری امید وابستہ ہے ان کے فیضِ کامل سے
ہوئے ہیں چارہ ساماں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

گلستانِ جہاں میں دامنِ وادی میں صحرا میں
جدھر دیکھو ہیں خنداں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

یقیں کر لیجئے ہو کی مستی ہیں وہ مخفیؔ رقص کرتے ہیں
بشکلِ رازِ پنہاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

صاحبزادہ عبدالرؤف ... **نیرؔ** شکوری قادری (زیبائی)

خطِ انوارِ عرفاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے
حدِ ذوقِ دل و جاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

وہ دیکھو اے چشمِ ارباں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے
بنے ہیں موجِ عرفاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

مکانِ دل میں مہماں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے
نگاہوں میں ہیں رقصاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

بہ ہر رنگے، بہ ہر طرزے، بہ ہر برگِ گلِ رنگیں
گلستاں در گلستاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

دمِ دیدار کیفِ معرفت سے کیوں نہ جھومے دل
کہ ہیں کوثر بداماں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

حیاتِ دیدہ و دل ہیں، بسے ہیں دیدہ و دل میں
فروزاں اور تاباں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

جلا کیا کیا میسرؔ آگہی آئینۂ دل کو
ہوئے جس دن سے مہماں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

سنبھل اے طورِ دل تجھ پر عنایت ہونے والی ہے
بنے ہیں برقِ تاباں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

مداوائے غمِ دل مخلص الرحمٰنؒ کی نظریں
علاجِ چشمِ حیراں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

نہ کیونکر نقشۂ شاہِ شکورؒ آئے نگاہوں میں
کہ اس رخ میں ہیں پنہاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

کرن خورشیدِ عرفاں کی میسرؔ ہو کوئی نیرؔ
کریں مجھ پہ یہ احساں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

میاں عبد اللطیف صاحب کیفؔ (زیبائی) چک ۴ ضلع ملتان

مری دنیا کے سلطاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے
مرے ارماں کے ارماں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

چلو لاہور دیکھیں چل کے دربارِ شکوریؒ میں
نظر آتے ہیں خنداں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

مدد ملتی ہے کیا کیا مجھ کو امدادیؒ تجلّی کی
بنے ہیں راحتِ جاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

شکوریؒ در ہو دربارِ رضا ہو حسینیؒ کی محفل
ہوئے ہر جا نمایاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

بذوق و شوق مزار کھل نہ کیوں اہلِ نظر جائیں
کہ ہیں اس جا فروزاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

نہ جُھومیں دیکھ کر کیوں کیف مستانِ مئے عرفاں
فضاؤں میں ہیں رقصاں مخلص الرحمٰنؒ کے جلوے

نشست منقبت ۱۷ اگست ۱۹۵۴ء

بستی جیون ہانہ۔ گارڈن ٹاؤن لاہور

بسلسلہ عرس فخر العارفین سیدنا عبدالحیٔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بر طرح

ع کوئی ہم سے یہ پوچھے شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

منشی آفتاب صاحب اکبرآبادی

تمہیں معلوم ہے عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے
تمہیں ہم کیا بتائیں شانِ۔ فخر العارفینؒ کیا ہے

توجہ سے ضمیرِ اہلِ دل روشن یہ کرتے ہیں
سمجھ میں آگیا۔ ارمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

یہ ہیں اللہ کے بندے خادم ہیں محمدؐ کے
یہ عاشق ہیں سمجھ لو شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

ذرا حلقہ میں آکر اُن سے درسِ معرفت سنئے
سمجھ لیجے گا پھر عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

کوئی اِس شان کا اللہ والا ہو تو وہ جانے
کہ بزمِ معرفت میں شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

یہ طالب کو دکھاتے ہیں جمالِ جلوۂ احمدؐ
سمجھ لیں آپ اب امکانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

کوئی ہم راز ہی سمجھے تو سمجھے آفتاب اس کو
خبر کیا ہے تمہیں دربانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

محمد اکرم صاحب اکرامؔ (زیبائی) لاہوری

نہ پوچھو ناوکِ مژگانِ فخر العارفینؒ کیا ہے
علاجِ درد ہے پیکانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

جدھر دیکھو اُدھر ہی معرفت کی ہیں رواں دریا
الٰہی چشمۂ فیضانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

کلام اللہ کی تعلیم ہے ارشاد حضرت بھی
بجز فرمانِ حق فرمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

مہ و شیدا دیکھکر ہیں سر بسجدہ ہیں ستارے بھی
بتا اے آسماں ایوانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

خلش ہوتی ہے ٹیس اٹھتی ہے رہ رہ کر رگِ دل میں
بتائیں کیا غمِ پنہانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

جو بھر دے مجھ گدائے بینوا کا بھی تہی دامن
عجب تیرے لئے فیضانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

نگاہیں دیکھکر حیران ہیں اوسان بھی گم ہیں
بتاؤں کیا رخِ تابانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

مئے حبِ شکوری جس نے پی اکرامؔ عالم میں
وہ سمجھا جلوۂ عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

حکیم محمد اسمٰعیل صاحب حبیبیؔ دہلوی (زیبائی)

۳۰ مارچ ۱۹۵۴ء

ہے انکی جلوہ گاہ ہماری نگاہ میں
جنت اک اور ملتی ہے جنت کی راہ میں

اپنے پرائے سب کا ہمیں احترام ہے
اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں

ایک ایک گام پر ہیں ہزاروں قیامتیں
ہر ذرہ مضطرب ہے محبت کی راہ میں

دل کیوں نہ ہوں نثار اشاروں پہ برملا
جادو بھرا ہے آپکی ترچھی نگاہ میں

ہوگا نصیب اب نہ حبیبیؔ کہیں قرار
دل کو سکوں ملے گا انہیں کی پناہ میں

محمد صفدر صاحب صفدر لاہوری (زبانی)

۱۱ر اگست ۴۵ء

یہ ہیں داغ غم کے جتنے مرے قلب خستہ جاں پر
کہاں اس قدر ستارے ہیں نمایاں آسماں پر

مرے دل کی ہے یہ حسرت مری آرزو یہی ہے
مری جان تن سے نکلے ترے سنگِ آستاں پر

تجھے بیر اے فلک تھا مری شاخِ آشیاں سے
کہ گرائی برق تونے مری شاخِ آشیاں پر

کوئی جائے سوئے کعبہ کوئی دیر کا ہو راہی
مرا سر جھکا رہے گا ترے سنگِ آستاں پر

یہ دعا ہے میری مرشد دمِ واپسیں ہو جس دم
تو نظر کے سامنے ہو ترا نام ہو زباں پر

کہاں چھپ گیا ہے صفدر وہ جمالِ نیک منظر
کہ ہیں جستجو میں جس کی مہ و مہر آسماں پر

محمد شریف صاحب شریف لاہوری (زبانی)

نگاہیں دیکھ لیں خود شانِ فخر العارفیں کیا ہے
بتائیں کیا ہم بُستانِ فخر العارفیں کیا ہے

عجب سرمست ہیں دو گھونٹ پی کر انکے مستانے
خدا جانے مئے عرفانِ فخر العارفیں کیا ہے

ہمیشہ دلمیں مکیں ہیں وہ۔ مرا دل ہے مکاں انکا
وہی وہ دل میں ہیں ارمانِ فخر العارفیں کیا ہے

وہی تسکینِ دل پاتا ہے جو دم بھر کو آ جائے
الٰہی سایۂ دامانِ فخر العارفیں کیا ہے

فقط محسوس ہوتا ہے نظر آتا نہیں کچھ بھی
بتاؤں کس طرح پیکانِ فخر العارفیں کیا ہے

شریفِ زار پر بھی ہو توجہ کی نظر اک دن
یہ تیرے واسطے ہے شانِ فخر العارفیں کیا ہے

قطعات شارب الٰہ آبادی

کس پہ نازاں یہ ہیں جہاں والے ۔۔۔ کیا نہیں ہے مرے حضور کے پاس
حسن کو بھی ہے آرزو جس کی ۔۔۔ دولتِ عشق ہے شکور کے پاس

مرادوں سے ہے پُر ہیں امیدوں کے دامن ۔۔۔ یہ عالم ہے بزم شکوری میں شارب
یقیں ہے کہ ہو گی نگاہِ محبت ۔۔۔ کرو عرض تم بھی حضوری میں شارب

شامِ فرقت، ارے معاذ اللہ ۔۔۔ دل بھی روتا ہے ہم بھی روتے ہیں
ہم کو ہوتی ہے زندگی محسوس ۔۔۔ جب تصور میں آپ ہوتے ہیں

شارب الٰہ آبادی

غیر ہے، وسعتِ دامانِ فخر العارفین کیا ہے ۔۔۔ مگر میرے لئے فرمانِ فخر العارفین کیا ہے
ہمیں بھی علم ہے کیا کیا کرے گی گردشِ دوراں ۔۔۔ ہمیں معلوم ہے احسانِ فخر العارفین کیا ہے
نہیں موقوف ہم پر سارے اہلِ دل سمجھتے ہیں ۔۔۔ بہارِ گلشنِ ایوانِ فخر العارفین کیا ہے

خدا والوں سے پوچھو شانِ فخر العارفین شارب
سمجھتے ہیں وہی عرفانِ فخر العارفین کیا ہے

صفدر صاحب لاہوری (زیبائی)

یہ ہم جانیں کہ حسنِ شانِ فخر العارفین کیا ہے ۔۔۔ ہم سے پوچھئے ارمانِ فخر العارفین کیا ہے
وہ دل واقف نہیں ہیں جو راہِ عرفاں کی حقیقت سے ۔۔۔ وہ کیا جانے غمِ پنہانِ فخر العارفین کیا ہے
تصرف جن پہ ہے واقف ہیں اس نعمت سے دل انکے ۔۔۔ جہاں میں دولتِ فیضانِ فخر العارفین کیا ہے

ہے اُنہی کے ذرّوں میں تجلی طور کی پنہاں — کوئی دیکھے درِ ایوانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

چلا آئے ذرا دم بھر وہ دربارِ شکوری میں — جسے ہو جستجو عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

نگاہِ خلق کیا پہچان سکتی ہے زمانے میں — خدا ہی جانتا ہے شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

یہ کہہ کر خدائی ہو رہی ہے دید کی طالب — خدائی میں رخِ تابانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

بقدرِ ذوق اک لطفِ جراحت ہو گیا حاصل — نہ پوچھ اے ہمنشیں پیکانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

مجالِ معرفت ہے دل جو ہو معمورِ صفدر کا
تجھے مشکل بتائے فیضانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

محمد رفیق صہبا پرتاب گڈھی (زیبائی)

حیاتِ شوق ہے عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے — متاعِ قلب ہے ارمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

یہی کہتی ہے دنیا شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے — الٰہی عالمِ عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

کوئی آئے، کوئی دیکھے، کوئی جانچے، کوئی پرکھے — کہ زیرِ سایۂ دامانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

نگاہیں دیکھتی ہیں اور کہتی ہیں خدائی میں — ضیائے چشمۂ فیضانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

منور کر دیا دل کو ہمارے نورِ ایماں سے — بتائیں کیا تمہیں احسانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

جگر بھی آج کہتا ہے زبانِ شوق سے پیہم — دلِ بسمل بتا پیکانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

حقیقت آشنا واقف ہیں کیا ہے مرتبہ اُن کا — کوئی پوچھے یہ اُن سے شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

رسولِ پاک کے دربار سے نسبت ہے اس گھر کو — ہمیں معلوم ہے ایوانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

بقدرِ ذوق ہم کو مل گیا ہے درس الفت کا — حدیثِ شوق ہے فرمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

مئے حُبِّ شکوریؒ پی کے اہلِ ذوق میں آ کر
بتا صہبائے عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

منشی شارب صاحب الہ آبادی
۱۷؍ اگست ۵۴ء

وہ قفس کی تیلیوں پر نہ مدار آشیاں پر
وہیں بجلیاں تو مدین انہیں مل گئے جہاں پر

مجھے آج یادِ رفتہ یہ پیام دے رہی ہے
نہ رہے چمن میں تکیہ مرا شاخِ آشیاں پر

مرا ساتھ اے امید وا کہیں تم نہ چھوڑ دینا
کہ نگاہ ڈالتا ہوں میں مآلِ گلستاں پر

یہ خبر ہے لیکن اس سے غمِ دل ہوا گوارا
ترا نام لکھ رہا ہوں غمِ دل کی داستاں پر

جو رہینِ لالہ و گل، جو اسیرِ گلستاں تھا
وہی مدتوں سے شارب ہے نگاہ آسماں پر

عبد العزیز خان صاحب عزیز مرزاپوری

جمالِ معرفت ہے شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے
فرازِ طور ہے ایوانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

یہی کہتے ہیں سب تسلیم فخر العارفینؒ ہر دم
ہمارے واسطے فرمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

بہارِ خُلد کھنچ کر رہ گئی ہے صفحۂ دل پر
منقشِ عالم بستانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

حقیقت میں حقیقت کی تجلّی ہو گئی ارزاں
فراواں جلوۂ عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

بڑھی کونین کی نظروں میں قیمت دیدہ و دل کی
نشاطِ دیدہ و دل شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

بحدِّ ذکر و فکر و ذوق و شوق اگر کوئی دیکھے
بہر صورت نمایاں شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

خدائی مانتی ہے آپ کی ذاتِ گرامی کو
زمانہ جانتا ہے شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

امنڈتے رہتے ہیں طوفان ذوق و شوق کے دل میں　　تلاطم آفریں ارمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

عزیزؔ - اللہ والے جانتے ہیں اس حقیقت کو
کہ اہلِ ذوق پر احسانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

حکیم مقرب حسین صاحب **مقربؔ** دھلوی

ارادت مند دیکھے - شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے　　خدا کی جان ہے اور جانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

حقیقت میں ہی سب سامانِ عالم ان کے قبضے میں　　بظاہر کچھ نہیں سامانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

جہاں کے بادشاہوں سے بھی رتبہ اُس کا بالا ہے　　کوئی دیکھے ذرا دربانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

مصفا کر دیا دل کو مٹا کر زنگ کثرت کا　　کبھی سوچا بھی ہے احسانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

بھلائی کر بھلائی خواہ مومن ہو کہ مشرک ہو　　یہی ہے اور بس فرمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

بہت بیماریٔ دل کے مریض اچھے ہوئے آکر
مقربؔ کیا کہوں درمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

محبوب میاں شاہ صاحب **محبوبؔ** نصیر آبادی (سکھر سندھ)

خدا ہی جانتا ہے شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے　　کسی کو کیا خبر فرمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

محمد مصطفےٰ کی آل ہیں اولادِ حیدرؓ ہیں　　کوئی کیا پوچھتا ہے شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

رضا کی شان میں ہے شانِ فخر العارفینؒ پنہاں　　یہ اُن سے پوچھئے فرمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

محمد مصطفےٰ اصلِ علیؓ کا ورد رکھ ہر دم　　سمجھ اے دل کہ یہ فرمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

ہمیں دیر و حرم کے ذکر سے محبوبؔ کیا مطلب
کوئی ہم سے یہ پوچھے شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

صاحبزادہ عبد الرؤف نیّر شکوری قادری (زیبائی)

ذرا مجھ سے سنو عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے
ادھر دیکھو اُدو شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

خدا رکھے میسر آگہی کونین کی دولت
دلِ پُر شوق میں ارمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

عیاں ہے گوشے گوشے سے تجلّی حسنِ عرفاں کی
جہانِ خلد ہے ایوانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

مچلتے تبصرے ہیں عالمِ حسنِ تصوّف پہ
کلامِ نور ہے فرمانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

فدائی ہیں اسے اہلِ نظر ہی جانچ سکتے ہیں
ادائے جلوۂ عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

حقیقت میں حقیقت دوست ہونا ہو گیا آساں
فدائے حق ہے دل قربانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

بہارِ رنگ و بو پر ہو گیا وارفتہ اک عالم
ذرا دیکھو گلستانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

کوئی دیکھے ہمارے دیدۂ پُر شوق سے آکر
کوئی ہم سے یہ پوچھے شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

ہے دربارِ شکوری نقشِ دربارِ رضا نیّر
کوئی دیکھے تو دامانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

بابو نصیر الدین صاحب نصیر دہلوی (زیبائی)

نظر کہنے لگی ایوانِ فخر العارفینؒ کیا ہے
پکارا دل کہ دیکھو شانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

ہمارا یا آفتابِ معرفت ہے روبرو ہر دم
نگاہوں میں رخِ تابانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

لرزتے ہیں سحر تک آسماں پر دیکھ کر تارے
جلالِ جلوۂ عرفانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

منوّر ہو رہا ہے نورِ حق سے دل کا ہر گوشہ
کرم فرما رخِ تابانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

زہے حسنِ تصوّر کھینچ لایا خلد کا نقشہ
مرادِ دل رو کشِ ایوانِ فخر العارفینؒ کیا ہے

تعبیر اہلِ طلب نے اپنی خالی جھولیاں بھر لیں
کوئی دیکھے ذرا فیضانِ فخر العارفین کیا ہے

نشستِ منقبت ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۵۴ء

بہ سلسلہ عرس مبارک سیدنا محمد نبی رضا شاہ صاحب قدس سرہ السامی

بمقام جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن ۔ لاہور

مصرع طرح

کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضا میں

محمد اکرم صاحب اکرام لاہوری (زبانی)

تسنیم ہے کوثر ہے خمستانِ رضا میں
کیا کیا نہیں میخانۂ عرفانِ رضا میں

کیا کیا نہ بہار آئی خیابانِ رضا میں
کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضا میں

کونین میں ہر غم سے وہ دل ہو گیا آزاد
جو قید ہوا گیسوئے پیچانِ رضا میں

ہم اس کو بتائیں گے یہ ہم سے کوئی پوچھے
کیا کیف ملا بادۂ عرفانِ رضا میں

اس عمر پہ سو جان سے قربان و تصدق
کٹتی ہو مقدر سے جو ارمانِ رضا میں

اللہ رے یہ شانِ رضا ۔ اہلِ رضا سب
کرتے ہیں شمار اپنا غلامانِ رضا میں

حاصل ہوئی دل کو مرے تسکین و تسلی
جنت وہ ملی سایۂ دامانِ رضا میں

تعلیم اسے مل گئی تسلیم و رضاؒ کی
جو کوئی بھی آیا ہے دبستانِ رضاؒ میں

ہے خطِ غلامی مرے حق میں بھی کشیدہ
صد شکر کہ میں بھی ہو غلامانِ رضاؒ میں

ہیں دیکھ کے حیران مہ و مہر کی نظریں
کچھ ایسی چمک ہے رخِ تابانِ رضاؒ میں

اکرامؔ بھی ہے اک سگِ دربارِ شکوری
اس کے لئے بھی حصہ ہے فیضانِ رضاؒ میں

محمد حسین احقرؔ شاہجہانپوری۔ از راولپنڈی

کچھ ذکر ہے منظور مجھے شانِ رضاؒ میں
دل تھام لیں حاضر ہیں جو ایوانِ رضاؒ میں

ہیں شمس و قمر میں بھی کہاں ایسی ضیائیں
قصیدہ ہیں جو عارضِ تابانِ رضاؒ میں

ابدال کوئی قطب کوئی ہے کوئی صُوفی
کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضاؒ میں

دیکھے کوئی دو گھونٹ مرے میکدہ پی کر
مستی ہے نرالی ہے مئے عرفانِ رضاؒ میں

احقرؔ یہ ہے سب کچھ مرے حضرت کا تصرّف
اشعار لکھے میں نے جو یہ شانِ رضاؒ میں

قطب الدین صاحب تبسمؔ ۔ از کراچی

ہم کو نظر آیا یہی ایوانِ رضاؒ میں
جو فرد ہے کامل ہے دبستانِ رضاؒ میں

ہر وقت یہاں ہوتی ہے عرفان کی بارش
انوار ہی انوار ہیں ایوانِ رضاؒ میں

انعام ہی انعام میسّر ہیں تبسمؔ
جس روز سے شامل ہوں غلامانِ رضاؒ میں

عزیز الدین صاحب جہانگیری (زیبائی)

چھپے ہیں یہ ہر وقت فدایانِ رضاؒ میں
انوار کی بارش ہے شبستانِ رضاؒ میں

فیاض ہے میخانۂ توحید کا ساقی
اک کیف دوامی ہے خمستانِ رضاؒ میں

آتی ہے نظر اس میں طریقت کی تجلّی
جو موج ہے سرچشمۂ فیضانِ رضاؒ میں

دیکھے تو کوئی دیدۂ حق بیں سے کبھی ادھر بھی
کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضاؒ میں

حاضر ہے جہانگیری بسر بزم شکورؔی
ناچیز بھی شامل ہے غلامانِ رضاؒ میں

محمد علی صاحب جامؔ (زیبائی) راولپنڈی

جرأت نہیں تحریر کی کچھ شانِ رضاؒ میں
سب عرشی و فرشی ہیں۔ ثناخوانِ رضاؒ میں

پھولوں میں بہاریں ہیں۔ بہاروں میں ضیائیں
ہے جلوہ گر اک نور گلستانِ رضاؒ میں

رنگین و دل آویز۔ ادائیں ہیں نمایاں
کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضاؒ میں

ہر ذرّے پہ تاثیرِ تجلّیِ رضاؒ ہے
ہر شے نظر آتی ہے فدایانِ رضاؒ میں

ہر گوشہ پہ قربان و تصدّق ہے شب و روز
رقصاں نگہِ شوق ہے۔ ایوانِ رضاؒ میں

ہر رند پہ اک وجد۔ شب و روز ہے طاری
صہبا وہ چھلکتی ہے خمستانِ رضاؒ میں

عشق است حیات و دلِ پُر درد مقدر
صد ناز۔ کہ ہے جامؔ غلامانِ رضاؒ میں

غلام محمد صاحب حافظ

کہتی ہے صبا آکے یہی شانِ رضاؒ میں
کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضاؒ میں

تا حشر مئے عشق سے سرشار رہے گا
اک بار جو آجائے خمستانِ رضاؒ میں

حافظ یہی اپنے لئے معراج ہے کیا کم
ہو جائے شمار اپنا غلامانِ رضاؒ میں

میر روحی لکھنوی۔ از کراچی

ہے نورِ ازل صبحِ درخشانِ رضاؒ میں
انوارِ ولایت رخِ تابانِ رضاؒ میں

ہے آنکھ جسے حسرتِ دیدارِ رضاؒ ہو
ہے دل جو رہے الفت و ارمانِ رضاؒ میں

خورشید سے ذرے بھی ہوا کرتے ہیں تاباں
ہے شوکتِ شاہانہ غلامانِ رضاؒ میں

وہ جانتے ہیں کیفیتِ بادۂ گلرنگ
پیتے ہیں جو میخانۂ فیضانِ رضاؒ میں

اللہ سے عطا پوشی و اللہ سے سخاوت
سلطان بھی درویش ہے ایوانِ رضاؒ میں

دنیا میں بھی سر پر ہے تو عقبیٰ میں بھی سر پر
کیا وسعتیں ہیں گوشۂ دامانِ رضاؒ میں

ہے عشق کی اور عقل کی روحی حدِ فاصل
شیدائے رضاؒ اور ثناخوانِ رضاؒ میں

زیبا ناروی

اے طبعِ رسا لے کے چل ایوانِ رضاؒ میں
مطلوب ہیں کچھ شعر مجھے شانِ رضاؒ میں

نظریں جو فدا ہوتی ہیں تو دل ہے تصدق
ہے حسن عجب حسنِ فراوانِ رضاؒ میں

ہر طور سے منگتوں کی بھری جاتی ہے جھولی
شاہی نظر آتی ہے غلامانِ رضاؒ میں

نظریں ہیں مری دامنِ فیضانِ رضاؒ پر حصّہ ہے مرا دامنِ فیضانِ رضاؒ میں

جو ذرّہ ہے جو پھول ہے زیبا وہ مکمل
دربارِ شکوری میں گلستانِ رضاؒ میں

شہاب الدین صاحب سہیل گیاوی (زیبائی) از وداہ کینٹ

کیا خوب بہار آئی گلستانِ رضاؒ میں ہر برگِ گل تر ہے ثنا خوانِ رضاؒ میں

اس حسن سے ہے جلوہ طرازی سرِ محفل ہے نورِ خدا جلوہ نما شانِ رضاؒ میں

انوار ہی انوار ہیں ہر سمت نمایاں رحمت ہے ضیا پاش گلستانِ رضاؒ میں

جو کچھ مرے حصّے کی بہاریں ہوں وہ مل جائیں پھیلائے ہوں ہیں ہاتھ گلستانِ رضاؒ میں

صد شکر کہ حاصل ہوئی معراجِ غلامی ہے فخر کہ ہوں میں بھی غلامانِ رضاؒ میں

بے مرشدِ کامل کے رسائی نہیں ممکن آنا تھا مجھے سایۂ دامانِ رضاؒ میں

حضرت کے غلاموں کی غلامی ہے میسّر
شامل ہے سہیل آج ثنا خوانِ رضاؒ میں

محمد شریف صاحب شریف لاہوری (زیبائی)

کس گل کا نہیں رنگ خیابانِ رضاؒ میں "کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضاؒ میں"

اک خاص جھلک دیکھ رہی ہیں مری آنکھیں اک خاص ادا پائی ادب دانِ رضاؒ میں

کیونکر نہ مجھے ناز ہو تقدیر پہ اپنی ہے نام مرا آج ثنا خوانِ رضاؒ میں

میرے بھی مقدر میں ہے اس در کی گدائی میرا بھی تو کچھ حصّہ ہے فیضانِ رضاؒ میں

کہیں ہو نہ شریف اہلِ نظر میں مرا چرچا
میرا ہے گذر کوچۂ عرفانِ رضاؔ میں

شارب صاحب الہ آبادی

اگر کوئی دیکھے ذرا ایوانِ رضاؔ میں
فردوس کا عالم ہے گلستانِ رضاؔ میں

گیسو کہے ہیں شیدا کہیں پروانے ہیں رخ کے
ہر ذوق کے انساں ہیں محبانِ رضاؔ میں

سنتا ہوں بہت دیر سے کہتی ہے یہ دنیا
ملتا ہے سکوں بادۂ عرفانِ رضاؔ میں

اللہ رے فیضِ نگہ ساقیِ کوثر
تسنیم کی موجیں بھی ہیں فیضانِ رضاؔ میں

کچھ اور ہی عالم ہے مرے قلب و نظر کا
دل بھی ہے نظر بھی ہے ثنا خوانِ رضاؔ میں

اللہ رے یہ جلوہ گہہ حُسن کا عالم
فردوس میں بیٹھا ہوں کہ ایوانِ رضاؔ میں

شاید تجھے معلوم نہیں اے دلِ ناداں
خاصانِ خدا ہوتے ہیں خاصانِ رضاؔ میں

الفاظ بہر طور مرے شعر و سخن کے
کچھ شانِ شکورؔی میں ہیں کچھ شانِ رضاؔ میں

کیوں فخر نہ ہو ہم کو ہر حال میں شارب
ہم بھی ہیں بہر طور غلامانِ رضاؔ میں

غیاث الدین خاں **شیدا** نصیر آبادی

(اقتباس از خمسہ)

سب غرق ہیں بحرِ مئے عرفانِ رضاؔ میں
ہم محو ہیں دیدِ رخِ تابانِ رضاؔ میں

محشر میں بھی ہم دوارِ محشر سے کہیں گے
ہم کو تو پڑا رہنے دے دامانِ رضاؔ میں

یا شاہِ شکورؔ آپ کے مداح سبھی ہیں ۔ ہے آپ سے رونق چمنستانِ رضاؒ میں
حیرت زدہ تکتی ہے اِسی سمت خدائی ۔ کیا دیکھ لیا عارضِ تابانِ رضاؒ میں
یہ فیض کا عالم کہیں دیکھا نہیں شیداؔ
جو بھی ہے وہ کامل ہے دبستانِ رضاؒ میں

خمسہ

محمد صفدر صاحب صفدرؔ لاہوری (زیبائی)

انوار بھرے ذرّے ہیں ایوانِ رضاؒ میں ۔ تسکین کے سامان ہیں دامانِ رضاؒ میں
فردوس ادا گل ہیں گلستانِ رضاؒ میں ۔ عالم ہے عجب ۔ عالمِ فیضانِ رضاؒ میں
کیا کیا کہے کوئی ۔ جو کہے شانِ رضاؒ میں

اللہ کی قدرت ہے یہ ساقی کی کرامت ۔ ہر سانس ہوا جاتا ہے اک سجدۂ طاعت
کہتے ہیں اسے فیض یہ ہے حسنِ سخاوت ۔ عرفان کی دولت ہوئی آنکھوں سے عنایت
دیکھے کوئی یہ فیض خمستانِ رضاؒ میں

طوفانِ حوادث مجھے بہکا نہیں سکتا ۔ وہ پختہ شجر ہوں کبھی بل کھا نہیں سکتا
گہرائی عقیدت کی کوئی پا نہیں سکتا ۔ مر جاؤں گا اس در سے مگر جا نہیں سکتا
پابندِ رضا میں ہوں ۔ اسیرانِ رضاؒ میں

صفدرؔ کہاں میں اور کہاں قبلۂ عالم ۔ اللہ کی رحمت سے ملی خدمتِ پیہم
تقدیر سے حاصل ہوئی یہ دولتِ اعظم ۔ اک جلوۂ سرمد ہے مرے سامنے ہر دم
شامل کیا قسمت نے غلامانِ رضاؒ میں

محمد رفیق **صہبا** پرتاب گڈھی (زیبائی)

جلوے ہیں عجب صورتِ عرفانِ رضاؒ میں
ہے حسنِ جہانگیر یہ فیضانِ رضاؒ میں

ہیں شاہ شکور ایسے محبانِ رضاؒ میں
تسلیم کیا خلق نے خاصانِ رضاؒ میں

عرفاں کی دولت جسے چاہی اسے بخشی
یہ بات بڑی بات تھی امکانِ رضاؒ میں

دنیا نے اُسے جان لیا مان لیا ہے
جو ذرّہ درخشاں ہو ایوانِ رضاؒ میں

جینے کا سہارا ہمیں ارمانِ رضاؒ ہے
مرنے کیلئے جیتے ہیں۔ ارمانِ رضاؒ میں

کہتی ہیں یہ ہر دیکھنے والے کی نگاہیں
"کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضاؒ میں

جو شبلی و منصور نے پی تھی کبھی صہبا
تقسیم وہ ہوتی ہے خمستانِ رضاؒ میں

....

صوفی شرف الدین احمد صاحب **صوفی** صدیقی الوارثی میرٹھی

یہ بزم ہوئی ہے جو چراغانِ رضاؒ میں
اس کیلئے اشعار بھی ہوں شانِ رضاؒ میں

لذت وہ ملی مست کو پیکانِ رضاؒ میں
ہر وقت تڑپتا ہے اب ارمانِ رضاؒ میں

ایوانِ بہشتی میں کہاں بات عیورشوں
جو بات نظر آتی ہے ایوانِ رضاؒ میں

خاصانِ خدا وہ بھی بنے فضلِ خدا سے
شامل ہوئے جو لوگ بھی خاصانِ رضاؒ میں

مہکا ہے گلستانِ جہاں جنکی مہک سے
وہ پھول ہیں شاداب گلستانِ رضاؒ میں

تقسیم کیا کرتا تھا عرفانِ الٰہی
وہ کیف بھی تھا دیدۂ عرفانِ رضاؒ میں

کیا چیز تمہیں چاہیئے اے مانگنے والو — نعمت ہے ہر اک قسم کی ایوانِ رضاؒ میں

اللہ و محمدؐ کی رضا چاہیئے جس کو — ہے شرط طلب ملتی ہے دامانِ رضاؒ میں

اللہ کے بندوں میں ثنا ہوتی ہے صوفی

یہ وصف بھی ہوتا ہے ثنا خوانِ رضاؒ میں

مولانا ضیاء القادری صاحب چشتی بدایونی (از کراچی)

خوشبوئے مدینہ ہے جو ایوانِ رضاؒ میں — جنت کی بہاریں ہیں گلستانِ رضاؒ میں

جنت کا ہو کیا شوق مریدانِ رضاؒ میں — جنت ہے نہاں گوشۂ دامانِ رضاؒ میں

وہ پنج تنِ پاک کے ہیں آئینہ بردار — چار اور لگے چاند ہیں یہ شانِ رضاؒ میں

ذروں پہ ستارے نظر آتے ہیں گہر پاش — کیا ضو ہے چراغِ تہِ دامانِ رضاؒ میں

خورشید نما ماں ہے چراغِ سرِ تربت — ہے نور مہیں شمع شبستانِ رضاؒ میں

بغداد سے آتی ہے تسنیم نجف و چشت — ہر گل ہے شگفتہ چمنستانِ رضاؒ میں

ہر شائقِ دیدار ہے جویا سرِ محفل — ہیں طور کے جلوے رخِ تابانِ رضاؒ میں

دلِ اہلِ عقیدت کے توکل بخدا ہیں — روحانیت خاص ہے فیضانِ رضاؒ میں

وہ آنکھ خدا بیں ہے جو ہے دید کی شائق — دل ہے وہ خدا داں جو ہے ارمانِ رضاؒ میں

ہے صبر و رضا علم و توکل کا سبق عام — یہ درس ہے جاری ادبستانِ رضاؒ میں

عشاق کے سینے میں شریعت کے خزینے — ہے دولتِ دیں گوشۂ دامانِ رضاؒ میں

انوارِ محمدؐ بھی ہیں انوارِ نبی بھی — ہے نورِ خدا جلوہ نما شانِ رضاؒ میں

محفل سے کہیں دور ضیاؔ مدح سرا ہے
ہے رنگِ زباں کلکِ ثنا خوانِ رضاؔ ہے

بیدلؔ صاحب غازی آبادی (حیدری)

۱۷ر اگست ۵۴ء

جہاں لب کشا ہوا میں غمِ گردشِ جہاں پر
وہیں ہنس پڑا زمانہ مری ہمتِ جواں پر

مری آرزو کا پرتو ہے عیاں کہاں کہاں پر
دمِ صبح شاخِ گل پر سرِ شام آسماں پر

ابھی جذبۂ اثر سے ہے تہی دلِ زمانہ
کہیں حرف آ نہ جائے مری عظمتِ فغاں پر

کوئی باغباں سے پوچھے یہ نظامِ نو ہے کیسا
کہ ہنوز بندشیں ہیں مری جرأتِ زباں پر

ابھی قصۂ بہاراں مرے سامنے نہ چھیڑو
مری روح مطمئن ہے ابھی تہمتِ خزاں پر

رہِ زندگی میں اکثر مری آنکھ خون روئی
کبھی جذبۂ طلب پر کبھی سعیِ رائیگاں پر

میں جبینِ زندگی کو ترے در پہ کیا جھکاؤں
مرے سجدے منفعل ہیں ترے سنگِ آستاں پر

مری جرأتِ تکلم یہاں قابلِ سزا ہے
ترا نام آ گیا ہے مری بے ادب زباں پر

غمِ کائنات بیدلؔ ترے دل سے کیا مٹے گا
کہ ہزار نقشِ غم ہیں ابھی دامنِ جہاں پر

غازیؔ صاحب سکندر آبادی (یوپی)

الحمد کہ لکھتا ہوں ثنا شانِ رضاؔ میں
للہ شکر مٹا جاتا ہوں ارمانِ رضاؔ میں

زاہد تری تقریر میں وہ کیف کہاں ہے
عرفانِ حقیقت ہے جو فرمانِ رضاؔ میں

تکمیل تصور کا ہے ادنیٰ یہ کرشمہ | کہتے ہیں مجھے لوگ فدایانِ رضاؒ میں
اللہ سے ملا دیتے ہیں نسبت کے امیں ہیں | پایہ یہ عجب معجزہ خاصانِ رضاؒ میں
زاہد بھی ہیں عابد بھی ہیں صوفی بھی ہیں صافی | کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضاؒ میں

غازیؔ کا محبت میں عجب حال بنا ہے
اب وہ بھی گنا جاتا ہے مستانِ رضاؒ میں

فیاض خان صاحب فیاضؔ جے پوری (زیبانی)

آیا ہوں یہ حسرت لیئے ایوانِ رضاؒ میں | مل جائے جگہ مجھ کو غلامانِ رضاؒ میں
جنت بھی ہے راحت بھی ہے دنیا بھی ہے دیں بھی | کیا کچھ نہ ملا سایۂ دامانِ رضاؒ میں
اُس پھول نے مہکا دیا ہر گوشۂ عالم | جو پھول کھلا صحنِ گلستانِ رضاؒ میں
تھے اہلِ نظر دیکھ کے قربانِ تبسم | کچھ ایسی ادا تھی لبِ خندانِ رضاؒ میں

اوصاف زباں پر ہیں شب و روز انہیں کے
فیاضؔ ہے مدت سے ثنا خوانِ رضاؒ میں

مولوی قمر الدین صاحب قمرؔ مولوی واہ ضلع ملتان

بلبل یہ چہکتی ہی رہے شانِ رضاؒ میں | کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضاؒ میں
مجذوب[1] ہیں احمد[2] ہیں شکور[3] اور سخاوت[4] | خورشید چمکتے ہیں یہ ایوانِ رضاؒ میں

۱؎ حضرت عبد الحمید صاحب مجذوب ۲؎ حضرت حافظ احمد علی شاہ صاحب ۳؎ حضرت عبد الشکور شاہ صاحب
۴؎ حضرت سید سخاوت حسین شاہ صاحب۔

شاہان زمانہ کو بھی خاطر میں نہ لائیں
یہ وصف نرالا ہے گدایانِ رضا میں

ہر ہر قدم اگلے سے ترقی میں بڑھے گا
آ دوڑ لگا دیکھ تو میدانِ رضا میں

قسمت کو پرکھ دیکھ کبھی حلقہ میں آ کر
محرومی نہیں نام کو فیضانِ رضا میں

ڈستا نہیں خورشید قیامت کی تپش سے
آیا جو کوئی سایۂ دامانِ رضا میں

بجلی کی تڑپ آگ کا سوز ابر کے آنسو
یہ طرزِ سلوک اچھی ہے مردانِ رضا میں

خاموش قمر تجھ میں تو موجود نہیں وہ
جو وصف ہے مطلوب ثنا خوانِ رضا میں

معظم صاحب

دل ہے کہ شب و روز ہے ارمانِ رضا میں
نظریں ہیں کہ ہر وقت گلستانِ رضا میں

ہوتی ہے یہاں راحتِ کونین میسر
تسکین کا سامان ہے ایوانِ رضا میں

معظم نظر آتا ہے عجب رنگِ بہاراں
کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضا میں

محبوب رضا خاں صاحب محبوب نصیر آبادی (سندھ)

ہے کیف و سرور ایسا خمستانِ رضا میں
شامل ہوئے زہاد غلامانِ رضا میں

عرفاں کے جلووں سے کئے قلب منور
یہ کتنی بڑی بات تھی امکانِ رضا میں

ناصح ناداں یہاں ملتا ہے بہت کچھ
آ دیکھ ذرا کوچۂ عرفانِ رضا میں

دنیا سے ہیں بے فکر تو عقبیٰ سے ہیں بے غم
یہ شان نظر آئی محبانِ رضا میں

محبوبِ نگاہِ دلِ پُرشوق نے دیکھا
ہے شانِ نبی نورِ خدا جانِ رضاؔ میں

صاحبزادہ عبدالرؤف نیّرؔ شکوری قادری (زیبائی)

جب شاہِ شکورؔ آئے گلستانِ رضاؔ میں ۔۔۔ بس محو ہوئے جلوۂ عرفانِ رضاؔ میں

ق

کامل ہوئے پابندیِ فرمانِ رضاؔ میں ۔۔۔ کہلائے مجاہد بھی میدانِ رضاؔ میں

قربان یہ ہر گام ہوئے شاہِ رضاؔ پر ۔۔۔ تمثیل نہیں انکی فدایانِ رضاؔ میں

ہیں تو یہ کہونگا نہیں ان جیسا کوئی اور ۔۔۔ یہ فخرِ گلستاں ہیں گلستانِ رضاؔ میں

کیوں انکی مہک سے نہ مہک اٹھے زمانہ ۔۔۔ یہ ایک گُلِ تر ہیں خیابانِ رضاؔ میں

سچ مچ انھیں خورشیدِ قیامت سے خطر کیا ۔۔۔ جو آگئے ہیں سایۂ دامانِ رضاؔ میں

ہونے لگے وہ واقفِ اسرارِ حقیقت ۔۔۔ شامل ہوئے جو لوگ مریدانِ رضاؔ میں

کیوں ناز نہ ہو اپنے مقدّر پہ مجھے بھی ۔۔۔ عاصی ہوں مگر میں ہوں غلامانِ رضاؔ میں

ایسے تو نہ دیکھے نہ سنے ہم نے مناظر ۔۔۔ آنکھوں کو نظر آئے جو ایوانِ رضاؔ میں

کیا کیا نہ شب و روز بہاریں ہوئیں ظاہر ۔۔۔ کیا کیا نہ کھلے پھول گلستانِ رضاؔ میں

یہ فخر بھی کیا کم ہے ترے واسطے نیّرؔ
شامل ہوا تو بزمِ ثنا خوانِ رضاؔ میں

حافظ چندا میاں صاحب واصلؔ بریلوی

کیا دیکھئے اب بزم درخشانِ رضاؒ میں
گم ہوگئیں نظریں رخِ تابانِ رضاؒ میں

ہوتے ہیں یہاں نخلِ تمنا بھی ثمرور
یہ نشو و نما بھی ہے گلستانِ رضاؒ میں

آلام و مصائب کی حقیقت نہیں کچھ بھی
خطرہ ہو تو چھپ جایئے دامانِ رضاؒ میں

امید لئے خدمتِ دربارِ رضاؒ کی
ہم بیٹھ ہوئے خدمتِ دربانِ رضاؒ میں

کسطرح سے آتے ہیں زیارت کے طلبگار
گوشہ کوئی خالی نہیں ایوانِ رضاؒ میں

ہوتے ہی نہیں ختم مضامین ثنا کے
دریا ہے کوئی قلبِ ثنا خوانِ رضاؒ میں

سائلِ درِ دولت کا ہے ضد ہی نہیں واصلؔ
مل جائیگا جو کچھ بھی ہے امکانِ رضاؒ میں

نشست منقبت ۲۱ر نومبر ۱۹۵۴ء

بمقام بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور

بسلسلہ فاتحہ سیدنا محمد نبی رضاؒ شاہ صاحب لکھنوی قدس سرہٗ

مصرع طرح

سامنے شام و سحر جلوہ شاہِ رضاؒ

عبدالواحد صاحب انجم (زیبائی)

کیفِ دل شام و سحر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
بادۂ جامِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

اور افزوں اور افزوں دیدۂ دل کی خوشی
شاہ کیا کیا دیکھ کر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

سجدہ دل کر چکا ہیں نذرِ دربارِ شکور
کعبۂ ذوقِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

اے زہے قسمت میسر آگئی مجھ کو پناہ
عشق میں بھی سپر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

طورِ دل کو مل گئی کیفیتِ صد سوز و ساز
مرحبا! کیا برق اثر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

مجھ سے پوچھے میرے بحرِ شوق کی عظمت کوئی
موجزن آٹھوں پہر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

دیکھتی ہیں ہر طرف آنکھیں باندازِ لطیف
کس قدر ہے؟ اس قدر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

از رہِ علم الیقیں عین الیقیں حق الیقیں
نورِ ایماں سر بسر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

پوچھ لو تاروں سے انجم دیکھ لو آنکھوں سے خود
زینتِ ہر بام و در ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

محمد اکرم صاحب اکرام (زیبائی)

سو بسو حدِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
جس طرف دیکھو ادھر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

رات دن کرتے ہیں اس کا طوف پروانہ وار
کعبۂ شمس و قمر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

چاند سورج کی ضیا کیونکر نگاہوں میں جچے
سامنے شام و سحر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

میری نظریں ہوگئیں گم کچھ پتا ملتا نہیں
کیا بتاؤں کس قدر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

کیوں نہ ہو میرا خانۂ دل رشکِ کوہِ طور پر
جاگزیں جب سر بسر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

انکے جلووں کی فراوانی نہ پوچھ اے ہمنشیں | بسکہ تا حد نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
از زمیں تا آسماں جلوے ہی جلوے ہیں عیاں | اللہ اللہ کس قدر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
کیوں نہ ہو جائیں منور مشرق و مغرب تمام | مطلعِ شمس و قمر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

میری نظروں میں جچے اکرامؔ اب کیوں کر کوئی
ہر گھڑی پیشِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

زیباؔ نارومی

روح دل کی سربسر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ | میری آنکھوں میں نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
غور سے دیکھیں نگاہیں حسنِ دربارِ شکور | یہ باندازِ دگر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
سورۂ والشمس کا پرتو جمالِ دلکشا | شرح لفظ القمر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

شہاب الدین صاحب سہیل گیاوی (ذیبائی) واہ کینٹ

راحتِ اہلِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ | ہر نظر سے باخبر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
مجھ کو تو کحل البصر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ | مرہم زخم جگر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
میں غلامانِ محمدؐ کا ہوں اک ادنیٰ غلام | میرے دل میں مستتر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
نور سے معمور ہے ہر وقت دل کی انجمن | رات دن پیشِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
جلوۂ کون و مکاں سے ہو گیا میں بے نیاز | سامنے شام و سحر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
جان بھی دل بھی تصدق بو العلائی حسن پہ | دولتِ قلب و نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
جس کو چاہا کر دیا دنیائے دوں سے بے نیاز | وہ سخی وہ حق نگر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

انجمن در انجمن اہلِ نظر پر ہے عیاں | شمعِ عرفاں سر بسر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
اللہ اللہ مجھ پہ ہے چشمِ شکوری کی نظر | کچھ نہ ہو دل میں مگر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
حسنِ عرفاں کی تجلی کیوں نہ ہو ایک ایک پھول | باغِ عرفاں کا شجر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
لا نہیں سکتا کوئی بھی خوبیاں الفاظ میں | خوب تر ہے خوب تر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
حسرتِ من حاصل آں پرتوِ حسنِ عظیم | مرکزِ قلب و نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

میں شکوری در کا سودائی ہوا ہوں اے سہیل
رات دن پیشِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

محمد صفدر صاحب صفدرؔ لاہوری (زیبائی)

ہر گھڑی زیبِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ | دردِ دل آٹھوں پہر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
جس طرف آنکھیں اٹھاؤ دیکھ لو عرفاں کی موج | جس طرف دیکھو ادھر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
ہے اسی دولت سے حاصل میری ہستی کو فروغ | میرا دل میری نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
والہ و مفتوں ہوا وہ جس نے دیکھا اک نظر | واہ دلکش کس قدر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

جلوۂ خلدِ بریں سے کیا غرض صفدرؔ مجھے
سامنے شام و سحر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

محمد حسین صاحب طالبؔ شاہجہانپوری از راولپنڈی

حاصلِ شمس و قمر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ | دیکھ لو کس اوج پر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
اللہ اللہ بوالعلائی رنگ کی رنگیں پھبن | واہ کیا شے سر بسر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

کیا زمیں کیا آسماں ہر جا نظر آیا ہمیں
فرش پر کیا عرش پر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

میری آنکھوں سے کوئی دیکھے بحسنِ ذوقِ دل
ہر طرف حدِّ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

با ادب اے دیدۂ دل پیشِ سرکار شکور
ان کے رخ پر سر بسر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

دیکھنے والے ذرا تو قلب کی آنکھوں سے دیکھ
سامنے شام و سحر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

کس لئے تاریکیٔ مرقد کا اس کو خوف ہو
جس کے دل میں مستتر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

چشمِ دل سے وہ مرے حضرت کو طالب دیکھ لے
دیکھتا جس کو اگر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

مرزا صمصام الدین صاحب فیروز نبیرہ حضرت علائی جانشین غالب

جلوۂ جاناں خبر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
جلوۂ ہو حق کا اثر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

جلوۂ شمس و قمر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ
اک نہیں کیا چرخ پر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

کس قدر تخلیق اثر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ
جو کچھ آتا ہے نظر جلوۂ شاہِ رضاؒ

اسکو دیکھوں، اسکو دیکھوں، خود کو دیکھوں مدعی
کسکو دیکھوں؟ خود نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

جسم فانی روح باقی مسلکِ صوفی میں ہے
اس لئے قائم اثر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

مرتضیٰ کا مصطفےٰ کا اور خدا کا نور ہے
جلوہ جلوہ ہے۔ اگر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

اسکو کیا مشکل اڑائیں جلوۂ سینا تلک
جس کسی کا بال و پر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

بات بنتی ہی نہیں عشاق کی اس کے بغیر
مبتدا ہے اور خبر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

مرنے والوں کی کمی کیا اس چراغِ صوف پر
جلوہ پروانہ گر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

دیکھ لیجے آستانِ حضرت عبدالشکور | اے عزیزو! ان کے گھر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
پوچھیے عبدالشکوری آنکھ سے - پرتو فگن | کیوں کسی نادیدہ پر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
تہلکوں کی ظلمتوں سے پاک ہے منزل مری | آجکل پیشِ نظر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

منقبت نیرؔ ور نے کردی بہ یک طرفت رقم
دل بھی نادر او رشرر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

محمد رمضان صاحب کیفؔ (زیبائی) کوٹ سلطان

روکشِ نورِ سحر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ | ضوفگن ہر چیز پر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
حاصلِ اہلِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ | سامنے شام و سحر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
دیکھنے والے ذرا دیکھیں نگاہِ غور سے | حسن عرفاں کی خبر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
جلوۂ شاہ رضا سب کو دکھا سکتا ہوں میں | دیکھ لو پیشِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
اک جھلک میں بن گیا ذرّہ جہاں آفتاب | فیض بار و پُر اثر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

کیفؔ اب کیا اور ظاہر ہو دلیل قرب حق
حق تو یہ ہے حق نگر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

حکیم مقرب حسین صاحب مقربؔ دہلوی

جلوہ فرما گھر بہ گھر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ | یعنی ایک نورِ قمر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
حضرت شاہ رضا کے منقبت کی بزم ہے | دیکھتی سب کی نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
کھول دیگا دیدۂ باطن کے پردے بالیقیں | سالکو! کحلِ بصر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

ہاں یہی راتیں ہیں یا انکی کاکلِ مشکیں کا عکس
ہاں یہی نورِ سحر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

ہے اس آئینہ میں گویا ذاتِ مطلق کی جھلک
درحقیقت پردہ در ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

گلشنِ فردوس کا نظارہ اک جلوہ میں ہے
واہ کیا جنّت نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

اک نظر میں منزلِ عرفاں مقرّب طے ہوئی
میری نیّت کا ثمر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

صاحبزادہ عبدالرؤف نیّر شکوری قادری (زیبائی)

وہ فضائے معتبر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
روحِ دل جانِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

مدعائے ہر نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
ہر طرف المختصر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

خلق ہیں انکا ہو شانِ تجمّل سے کیے
معتبر ہی معتبر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

درحقیقت بن گئیں روشن ادائیں نورِ جاں
چارۂ قلب و جگر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

منزلِ عرفاں کا رستہ کیوں نہ ہو آساں مجھے
ایک نشانِ معتبر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

رونقِ محفل اِدھر تو اُس طرف موجِ رواں
کائناتِ بحر و بر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

مجھکو بھی معراجِ ذوقِ دید حاصل ہوگئی
روبرو آٹھوں پہر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

خلق میں اب اور کچھ مجھ کو نظر آتا نہیں
پردۂ جدِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

اِس طرف ذرّے تصدق اُس طرف مہ جبیں نثار
حکمرانِ بحر و بر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

اللہ اللہ رونق و تزئینِ دربارِ شکوہ
حسنِ ساماں سربسر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

نیرؔ مضطر نہ کیوں تسکین پائے دیکھ کر
چارۂ آشفتہ سر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

سید محمد یوسف صاحب یوسفؔ علیگڈھی - یادگار حضرت داغؔ

سرِ عرفان سر بسر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ
امتحانِ ہر نظر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

دیکھتے ہی مضطرب دل کو تسلی ہو گئی
کس قدر راحت اثر ہے۔ جلوۂ شاہ رضاؒ

اِس طرف بھی اُس طرف بھی ہے۔ ضیا باری تمام
صبحِ تاباں سر بسر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

کیوں کوئی تسکین و راحت ڈھونڈھنے جائے کہیں
راحتِ قلب و نظر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

دم بخود تارے فلک پر ہو رہے ہیں وقتِ دید
چاند ششدر دیکھ کر ہے۔ جلوۂ شاہ رضاؒ

دیکھکر نظریں خدائی کی ہیں محوِ احترام
سب ہیں اُس جانب جدھر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

کہہ رہا ہے یہ چمک کر حسنِ دربارِ شکوہ
اس جگہ مدِ نظر ہے۔ جلوۂ شاہ رضاؒ

ظلمتِ آزارِ گیتی کی مجھے پرواہ نہیں
مہرباں مجھ خستہ پر ہے۔ جلوۂ شاہ رضاؒ

اور کیا میرے لئے ہوں رُو نما لطف و کرم
جانِ امید و نظر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

دل بہت بے چین تھا۔ فوراً ہوا حاصل سکوں
دیکھنا کیا کارگر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

اے زلیخا دیکھ یوسفؔ کی نگاہوں سے اِدھر
یوسفِ اہلِ نظر ہے۔ جلوۂ شاہ رضاؒ

نشست مشاعرہ ۳۰ مارچ ۱۹۵۷ء

بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن ۔ لاہور

بہ سلسلہ عرس شریف سیدنا محمد نبی رضا شاہ صاحب لکھنوی قدس سرہٗ

مصرح طرح

اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں

نوٹ :۔ باوجود متعدد بار یاد دہانی کے حضرات پیامی برنی ۔ شائق دہلوی ۔ عالم واسطی محسن صاحب ۔ مرزا صمصام الدین صاحب فیروز کا طرحی کلام دستیاب نہ ہوا ۔

"نعت شریف"

از الحاج لسان الحسان مولانا **محمد یعقوب حسن** صاحب ضیاء القادری چشتی بدایونی

یارب یہ التجا ہے تری بارگاہ میں ۔۔۔ حاضر گدا ابھی ہو کبھی دربار شاہ میں

ہر دم غبار راہ حرم ہے نگاہ میں ۔۔۔ دل کھو گیا ہے جب سے مدینہ کی راہ میں

نور خدا ہے صبح شب قدر آشکار ۔۔۔ یا چہرۂ حضور ہے زلف سیاہ میں

کملی بدوش یہ تری ہجرت کا سوگ ہے ۔۔۔ کعبہ ہے منہ چھپائے غلاف سیاہ میں

آنکھوں میں جب سے ہے مدنی چاند کا جمال ۔۔۔ رہتے ہیں جذب عرش کے جلوے نگاہ میں

اب تا حرم پہنچنے کی تدبیر کیا کروں ۔۔۔ تاثیر ہے دعا میں اثر ہے نہ آہ میں

ہے شعلہ بار مہر قیامت ہوا کرے   مجرم ہے ظلِ دامنِ رحمت پناہ میں
کس منہ سے آؤں داورِ محشر کے سامنے   جز معصیت ہے کیا مری فردِ گناہ میں
دیوانہ جوشِ عشقِ حرم نے بنا دیا   بدنام ہو رہا ہے جنون خواہ مخواہ میں

زلف و رخِ نبی کا شب و روز وصف کر
رہتا ہے کیوں ضیاؔ غم شام و پگاہ میں

محمد اکرم صاحب اکرامؔ (زیبائی) لاہوری

جلوہ ہو اس کے نور کا جسکی نگاہ میں   کیا آئے گا نظر اُسے خورشید و ماہ میں
سر ہے وہی جھکا جو سرِ آستانِ ناز   دل ہے وہی تُلا جو تمہاری نگاہ میں
خورشید و ماہ چرخ پہ بے نور ہو گئے   چہرہ چھپا یا تم نے جو زلفِ سیاہ میں
اک اک ادائے جلوہ ہے بجلی بنی ہوئی   سو طور جل رہے ہیں تری جلوہ گاہ میں
معراجِ بندگی ہے ترے در کی بندگی   بندہ ہے وہ جو خاک ہوا تیری راہ میں
آمادہ ہو گا کوئی جو سننے کے واسطے   میں داستاں کہوں گا فقط ایک آہ میں
مشقِ خرامِ ناز سے پامال وہ کریں   شوقِ فنا مجھے ہے محبت کی راہ میں
کہنے لگے وہ تذکرۂ غیر و دوست پر   "اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں

فکرِ جہاں نہ اُس کو نہ تشویشِ آخرت
اکرامؔ آگیا ہے اب ان کی پناہ میں

محمد حسین صاحب احقر شاہجہانپوری (راولپنڈی)

آنکھیں بچھائیں میں نے جہاں اُنکی راہ میں
جلوے سمٹ کے آ گئے میری نگاہ میں

پھر کیوں ملے نہ منزلِ مقصود کا پتہ
تم سا جو راہ بر ہو محبت کی راہ میں

میری نگاہ سے کوئی دیکھے تجلیاں
میں کیا کہوں جو آپ ہیں میری نگاہ میں

سودا ہے سر میں۔ دلمیں خلش ہے۔ جگر میں سوز
کیا کیا نہ لذتیں ہیں محبت کی راہ میں

اُس پیکرِ جمال پہ قربان جائیے
یہ تابشیں نہ آئیں نظر مہر و ماہ میں

کیا پوچھتے ہو اُن کی تجلی کا معجزہ
گم ہو گئے ہیں ہوش مرے۔ اک نگاہ میں

احقر شرابِ شوق کی تاثیر کیا کہوں
آبِ بقا ہے میرے لئے۔ اُن کی چاہ میں

اختر رومانی صاحب

۱۱ اگست ۴۵ء

نہ نشیبِ ارض پہ ہوں۔ نہ فرازِ آسماں پر
ترے نقشِ پا پہ چلکر میں پہنچ گیا کہاں پر

ترے آستاں سے اٹھکر وہ بھلا کہاں پہ جائے
جسے زندگی ملی ہو ترے سنگِ آستاں پر

کوئی مہرباں سے کہدے کہ نہ دیکھے میرے دلکو
وہ شکایتیں ہیں اسمیں جو نہ آسکیں زباں پر

مری چشم منتظر کو اگر آزمایا تو نے
یہ شدید ضرب ہوگی ترے زعمِ امتحاں پر

بیدلؔ صاحب غازی آبادی

کب سے ہیں عقل و ہوش اسی اشتباہ میں | جلووں میں ہے نگاہ کہ جلوے نگاہ میں
تنہا بھگت رہا ہوں سزائے غمِ حیات | حالانکہ وہ شریک ہیں جرم و گناہ میں
اس کو ڈرا سکے گا غمِ بے پناہ کیا | کھولی ہو جس نے آنکھ غمِ بے پناہ میں
ساقی ہمیں نہ دیکھ حقارت کی آنکھ سے | ہم لوگ خود حقیر ہیں اپنی نگاہ میں
شام و سحر کا لطف اٹھائے گا وہ فقط | جو کر سکے تمیز سپید و سیاہ میں
جو آ گئے ہیں انکے ارادوں کی لاج رکھ | آتا ہے کون روز تمہاری بارگاہ میں
وہ کیا شبِ الم میں بھر سکیں گے سحر کا رنگ | صدیاں گزر گئی ہوں جنہیں خانقاہ میں
کچھ یہ جہاں بھی خطۂ اہلِ گناہ ہے | کچھ ہم بھی مطمئن ہیں ہجومِ گناہ میں

دل ہم نے جس کے ایک اشارے پہ دے دیا
بیدلؔ ہمیں سمائے نہ اس کی نگاہ میں

ماسٹر بدرالدین صاحب بدرؔ اعلیٰ پوری

کیا دل لگے جہاں کے سپید و سیاہ میں | جلوے کسی کے کھیل رہے ہیں نگاہ میں
جلوے بسا چکا ہوں تمہارے نگاہ میں | اپنا بھی اب خیال ہے داخل گناہ میں
آیا ہے وہ مقام محبت کی راہ میں | اپنا وجود کچھ نہیں اپنی نگاہ میں
مایوس لاکھ بار پھرے تھے جہاں سے ہم | لایا ہے شوق پھر ہمیں اس بارگاہ میں
اعلان عفو کیجئے رحمت سے روز حشر | لگ جائیں چار چاند ہمارے گناہ میں

لانا ہے ایک دن انہیں اللہ پر ضرور آنکھیں بچھاؤں کیوں نہ محبت کی راہ میں
تیر نظر کی خوب تواضع ہو خون دل آیا ہے ان کی آنکھ سے تیری پناہ میں
آٹھوں پہر ہے ذکر تو ہر وقت ان کی یاد
یعنی جو انبیاں ہیں ابھی پا بہ چاہ ہیں

علی حسین صاحب **بسمل** بریلوی

وہ جو گرا کے آئے تھے یوسف کو چاہ میں مجبور ہو گئے آئے انہیں کی پناہ میں
جن پر تھا اعتماد ہمیں گلستاں میں وہ کانٹے قدم قدم پہ بچھاتے ہیں راہ میں
دامن میں اپنے اب تو چھپاؤ گے تم مجھے لو اب تو آ گیا ہوں تمہاری پناہ میں
گو ان بتوں کی سمت سے پیہم ستم ہوئے آنے دیا نہ فرق کبھی رسم و راہ میں
سایہ نصیب دامن رحمت کا ہو گیا نامہ یہ راز پنہاں تھا میرے گناہ میں
اے دل بتوں کا عشق تو آسان ہے مگر حائل ہزار مشکلیں ہوں گی نباہ میں
ہم رہگذر میں کرتے رہے سجدے عمر بھر لیکن گذر ہوا نہ تری جلوہ گاہ میں
پرتو تمہارے حسن کا آیا نظر نہیں ذروں میں آفتاب میں تاروں میں ماہ میں
دنیا اگر نظر سے گرا دے تو غم نہیں قائم رہے وقار تمہاری نگاہ میں
دنیا کی کوئی شے نہ اسے پھر لبھا سکی جادے ترے سما گئے جس کی نگاہ میں

بسمل نظر شناس ہیں پہچانتے ہیں ہم
"اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں"

باقر جھانسوی

یا تو قدم ہوں اُنکے مری سجدہ گاہ میں
یا میری سجدہ گاہ بنے اُن کی راہ میں

جتنا یہ فرق ہے رخ و زلف سیاہ میں
اتنا ہی سا تضاد ہے شام و پگاہ میں

حاضر ہے سر بھی دل بھی جگر بھی یہ جان بھی
فرمائیے کچھ اور کمی ہے نباہ میں

اے کاش حکم سجدہ ہمارے لئے بھی ہو
دو چار چاند اور لگیں بارگاہ میں

بچ بچ کے ہم سے چلتی ہیں رحمت کی بدلیاں
شاید کوئی کمی ہے ہمارے گناہ میں

جو شئے تباہ ہوتی ہے اس کا وجود کیا
اب دیکھتے ہو کیا مرے حال تباہ میں

نکلا نہیں وہ عارض تاباں خیال سے
بجلی سی کوند جاتی ہے اکثر نگاہ میں

دریائے اشک امنڈا تو پلکوں سے رک گیا
تم یہ کہو گے کوہ کی قوت ہے کاہ میں

باقر یہ لطف ہو تو مزا شاعری کا ہے
میں تو غزل پڑھوں وہ رہیں واہ واہ میں

عزیز الدین خان صاحب جہانگیری (زیبائی)

میں بھی ہوں اُنکے سایۂ رحمت پناہ میں
عصیاں کا ہوگا اب نہ گذر میری راہ میں

یوسفؑ ادا - نہ کیوں ہو غلام شہ شکور
کھویا ہوا ہے خیر سے یہ اُن کی چاہ میں

کہنی تھی ابتدائے تمنا کچھ اور بات
اب انتہا کچھ اور ہے الفت کی راہ میں

اے رحمت خدا تری رحمت کے میں نثار
میرا بھی سر جھکا ہے تری بارگاہ میں

محفل میں بیٹھ کر وہ یہ کہتے ہیں برملا
اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں

مرشد سے کہہ رہا ہے جہانگیری حزیں
سوز و گداز چاہیئے کچھ دل کی آہ میں

محمد علی صاحب **جامؔ** (دیہاتی) راولپنڈی

کیا کیا نہ ہم نے دیکھ لیا اُن کی چاہ میں — کیا کیا نظر نہ آیا ہمیں بارگاہ میں
سائل ہوں تیرے در پہ نہ کیوں مفلس و غنی — ہے فیض لطف۔ عام ترے ہی بارگاہ میں
اللہ رے تصرف شاہ نبی رضاؒ — گمراہ۔ راہ پاتے ہیں حضرتؒ کی راہ میں
پہنچو کہ فیض عام ہے۔ اُس انجمن میں آج — آؤ۔ کہ سب ہیں اپنے پرائے نگاہ میں
تسکینِ روح و قلب و جگر جس کو چاہیئے — سر اپنا وہ جھکائے ترے ہی بارگاہ میں
آتی ہے یہ ندا درِ شاہ رضاؒ سے جامؔ — "اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں"

اے جامؔ دور ہوگئیں تاریکیاں تمام
قسمت مری چمک گئی دیدار شاہ میں

برقؔ صاحب فرخ آبادی
(۱۱ اگست ۵۴ء)

مجھے خاک میں ملائے کہ اُڑائے آسماں پر — مرا سر جھکا رہے گا ترے سنگ آستاں پر
تو ہی ربِّ انس و جاں ہے تجھے فوق انس و جاں پر — تو ہی بندگی کے لائق تو ہی حکمراں جہاں پر
کوئی اٹھ کے جائے کیونکر تیرے سنگ آستاں سے — وہ جگہ کہاں جہاں ہے کہ اماں ملے جہاں پر

ترا برقؔ خستہ جاں ہے اُسے بخش ایسی الفت
کہ نگاہِ چشم عالم کرے رشک اسکی جاں پر

محترمہ ڈاکٹر حشمت آرا بیگم حجاب میرٹھی ثم لاہوری

(محترمہ موصوفہ نے اپنا طرحی کلام بروقت ارسال فرمایا)

پھر ہے امید و یاس کا عالم نگاہ میں — پھر گامزن ہوں عشق و محبت کی راہ میں

تم جلوہ گر ہو عرش پہ میں فرشِ خاک پر — اتنا ضرور فرق رہے کوہ و کاہ میں

شاید غم و الم کی بھی دنیا بدل گئی — اب درد میں مزہ ہے نہ لذت ہے آہ میں

انجامِ ذوقِ دید خدارا نہ پوچھئے — اب تک ہے برق و طور کا منظر نگاہ میں

اے رحمتِ تمام جو بخشے زہے نصیب — ملبوس ہوں ازل سے لباسِ گناہ میں

اس طرح تیرے در پہ جھکاؤں سرِ نیاز — پھر روحِ شوق جھوم اٹھے جلوہ گاہ میں

جب تک نہ ہوگا معترف اثبات کا کوئی — بخشش نہ ہوگی اس کی کبھی لا الٰہ میں

دل کی الٰہی منزلِ الفت میں خیر ہو — دستِ دعا اٹھے ہیں تری بارگاہ میں

تم پیکرِ جمیل ہیں تصویرِ رنج و غم — تم کیوں شریک ہو مرے حالِ تباہ میں

جس کی تلاش تھی وہ ملا دل میں اے حجاب
دیر و حرم میں تھا نہ کسی خانقاہ میں

میر رومی صاحب لکھنوی - از کراچی

لغزش نہ آنے پائیگی پائے نگاہ میں — سر رکھدیا ہے کوچۂ جاناں کی راہ میں

دیر و حرم سے شیخ و برہمن کی نسبتیں — جاری ہیں کوئی فرق نہ آیا نباہ میں

ہم ماسوائے عشق نہ دیکھیں گے کوئی کام — خس خانۂ گدا میں نہ ایوانِ شاہ میں

مرہونِ جام و بادہ ہے میکش کی میکشی　　ساقی ہے رازِ میکدہ تیری نگاہ میں
واعظ ابھی ہے نکتۂ رحمت سے بے خبر　　توفیق اعتراف ہے ذوقِ گناہ میں
وہ ہی جفائے حسن ہے وہ ہی وفائے عشق　　اغماز ہو سکا نہ کوئی رسم و راہ میں
دل میں وہ سوزِ آتشِ الفت نہیں اگر　　تاثیر کس نے دی ہے یہ نالوں میں آہ میں

ہے شکر کا مقام کہ توفیقِ صبر ہے
شکوہ نہیں ہے رہ گئی دلِ داد خواہ میں

محمد رفیق صاحب صہبا پرتاب گڈھی (زیبائی)
۱۱ اگست ۱۹۵۹ء

مرا دل ہوا ہے قرباں ترے روئے ضوفشاں پر　　ترا نام ہر گھڑی ہے بخدا مری زباں پر
مری بیخودی نے چھوڑا مجھے لا کے یہ کہاں پر　　ترے آستاں کے قرباں کہ جبیں ہے آستاں پر
مجھے فکر ہو رہا ہے، ذرا روکئے نظر کو　　کہیں گر پڑے نہ بجلی مرے قلبِ ناتواں پر
کوئی کہہ رہا ہے مجھ سے نہ سنیں گے ماجرا ہم　　یہ معاملہ ہے دل کا نہ یہ آئے اب زباں پر
مجھے موت و زندگی پر نہیں اختیار کچھ بھی　　مری بیکسی کے چرچے ہیں زمین و آسماں پر
ہو صنم کدہ کہ کعبہ مجھے کیا غرض کہیں سے　　مرا سر جھکا رہے گا ترے سنگِ آستاں پر

سرِ انجمن کسی دن نہ کھلے زبانِ حسرت
وہ تڑپ اٹھیں گے صہبا تری غم کی داستاں پر

ساحر صاحب صدیقی

جلووں کی کیا کمی دلِ الفت پناہ میں　　تم سامنے ہو۔ کون و مکاں ہیں نگاہ میں

کس کی نظر نے کر دیا روشن چراغِ طور ۔۔۔ کس کی جھلک نے نور بھرا مہر و ماہ میں

ہوتی ہیں دل پہ مست نگاہی کی بارشیں ۔۔۔ کیا لطف ہے ترے کرم گاہ گاہ میں

اُنکے حضور گردشِ دوراں ہے سجدہ ریز ۔۔۔ وہ خوش نصیب جو ہیں تمہاری پناہ میں

ملے کر ہی لیں گے تیرے کرم سے ترے فقیر ۔۔۔ وہ مرحلے جو آئیں گے الفت کی راہ میں

ہم تو رضائے حُسنِ رضاؔ کے غلام ہیں ۔۔۔ دن رات ہم ہیں غرقِ وفا اُنکی چاہ میں

ساحرؔ سکونِ دل کیلئے ہے یہ کیمیا

سر کو جھکاؤ بارگہِ عز و جاہ میں

شہاب الدین صاحب سہیلؔ گیاوی (زیبائی) از وہاکینٹ

میں اور ہو رسائی تری بارگاہ میں ۔۔۔ تیرا ہی یہ کرم ہے حقیقت کی راہ میں

ہے بزمِ کائنات میں فرمودۂ شکورؔ ۔۔۔ "اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں"

خالی گیا نہ در سے سوالی کسی گھڑی ۔۔۔ محروم کب رہا کوئی دربارِ شاہ میں

منزل سے دور دور بھٹکتا تھا دل ۔ مگر ۔۔۔ رہبر وہ مل گئے ہمیں عرفاں کی راہ میں

مال و زر و جواہر و دولت نہ چاہیئے ۔۔۔ مجھ پر یہ ہے کرم رہوں تیری نگاہ میں

جلوے تو انکے سامنے موجود ہیں مگر ۔۔۔ آئے نہ کچھ نظر تو خطا ہے نگاہ میں

اپنے تو اپنے غیروں پہ ہے بارشِ کرم ۔۔۔ "اپنے پرائے سب ہیں کسی کی نگاہ میں"

پوچھو سہیلؔ کچھ نہ مری زندگی کے راز

لاہوت میں ہے جان مری تن ہے واہ میں

منشی شارب صاحب الہ آبادی

منزل کی آرزو ہے نہ منزل نگاہ میں
سجدے گذارتا ہوں محبت کی راہ میں

آساں نہیں ہے گردشِ دوراں کی کشمکش
اللہ دشمنوں کو بھی رکھے پناہ میں

ہر چند نامراد ہوں، ناکام ہوں مگر
اک دلکشی ضرور ہے حال تباہ میں

اے جانِ آرزو مری جانب بھی اک نظر
لرزاں ہیں میکدے تری چشمِ سیاہ میں

نیضِ حیات و موت کو پہچانتا ہوں میں
نیرنگِ انقلاب ہے میری نگاہ میں

کب تک رہے گا اور وفا آزما جہاں
مدت سے لٹ رہے ہیں محبت کی راہ میں

کن کن حسین جلووں کو دامن سمیٹ لے
حیران پھر رہا ہوں تری جلوہ گاہ میں

شارب اسی ہجوم کا اک میں بھی فرد ہوں
جو کارواں کہ اب بھی پریشاں ہے راہ میں

محمد صفدر صاحب صفدر لاہوری (زیبائی)

تابِ کلام ہے کسے دربارِ شاہ میں
پنہاں ہیں شعلے طور کے اُن کی نگاہ میں

زلفوں میں روئے یار درخشاں ہے اسطرح
جیسے چمک ہو برق کی ابرِ سیاہ میں

ساقی کی یاد نے یہ کیا مجھ پہ بھی کرم
طوفان کیف ہے مری ایک ایک آہ میں

اے دل فدا ہو ان کے اشارے پہ روز و شب
باقی رہے کمی نہ کوئی رسم و راہ میں

خاکِ درِ حضور کے ذرّوں کا کیا جواب
تابانیاں نہیں ہیں یہ خورشید و ماہ میں

صفدر اس انجمن میں یہ سجتے ہیں اہلِ دل
"اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں"

(صاحبزادہ) عبدالرؤف نسیمؔ شکوری قادری (زیبائی)

۱۰ر اگست ۵۵ء

مجھے بیخودی نہ کیوں ہو دمِ سجدہ آستاں پر
ترا حسن ہے نظر میں ترا نام ہے زباں پر

نہ یہ تذکرہ زباں پر نہ وہ گفتگو زباں پر
ہے نگاہِ اہلِ عالم مرے دل کی داستاں پر

مجھے ذوقِ بندگی نے یہ سبق پڑھا دیا ہے
مرا سر جھکا رہیگا ترے سنگِ آستاں پر

ترے حسن کے فدائی جو زمیں پہ ہیں ذرے
مہ و مہر کو ہے چکر دمِ دید آسماں پر

یہ نگاہِ لطف دیکھو کہ عتاب کی نظر ہو
تمہیں اختیارِ کلی ہے مرے قلبِ ناتواں پر

وہ گزشتہ دن بہار کے کہ جو ہم نے یوں گزارے
کبھی صحنِ بوستاں میں کبھی شاخِ آشیاں پر

ابھی آئے دن جہاں میں مرا حالِ دل کھلے گا
ابھی حاشیے چڑھیں گے مری غم کی داستاں پر

وہ چمن کی روح ٹھہرے وہ بہار بن کے چمکے
جو گرائے ہم نے آنسو کبھی دامنِ خزاں پر

یہ ہزار دیے لازم اُسی رخ پہ سجدہ کرنا
وہی کعبۂ نظر ہے تمہیں دیکھ لے جہاں پر

تجھے کس لئے نہ چاہوں تجھے کس طرح بھلا دوں
تری آرزو ہے دل میں ترا تذکرہ زباں پر

یہ کمال مجھ میں نسیمؔ کبھی عمر بھر نہ ہوتا
مجھے اک نگاہ اُنکی اُڑی لے کے آسماں پر

صوفی شرف الدین احمد صاحب صوفی وارثی میرٹھی

تاثیر ہی نہیں رہی جب کوئی آہ میں
میری بلا سے خواہ کہیں بھٹکے راہ میں

سب کچھ لٹا کے آئے ہیں جو تیری راہ میں
دونوں جہان ہیچ ہیں انکی نگاہ میں

سورج کی روشنی کی قسم چاند کی قسم
انکی سی آب و تاب کہاں مہر و ماہ میں

رحمت بھی تو کسی کی نگاہوں میں ہے مری
میرے گناہ ہیں جو کسی کی نگاہ میں

مانا کسی کا حشر میں ہوگا نہ کوئی بھی
کیا رحمتِ خدا بھی نہ لے گی پناہ میں

ہم کیوں ہوئے نہ طور پہ اے حضرتِ کلیم
ہوتا تے اپنی قبر بھی تو جلوہ گاہ میں

جب ضعف کے سبب سے چلا بھی نہیں گیا
ہم گرد بنکر اڑنے لگے ان کی راہ میں

سمجھو تو داستانِ مکمل ہے عشق کی
کہنے کو حرف دو ہیں فقط لفظ آہ میں

راہِ عدم میں کوئی مسافر نہیں ملا
نقشِ قدم تو سیکڑوں ملتے ہیں راہ میں

صوفیِ وارثی کو کرم سے نواز لے
اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ میں

مرزا راحت علی بیگ صاحب ظفر بریلوی

روپوش ہیں جو سب سے محبت کی راہ میں
وہ جلوے منتخب ہیں ہماری نگاہ میں

دل مبتلا نہ ہو کسی زلفِ سیاہ میں
یا رب نہ کوئی آئے ستم کی پناہ میں

مسرور فرحتوں سے بھی ہے یہ شکستہ دل
آرام و غم بھی ہیں میرے قلب تباہ میں

ثابت ہے میری آبلہ پائی سے ہر طرف
کانٹے بچھے ہوئے ہیں محبت کی راہ میں

آرائشِ چمن تھا لہو جن کا کل کے دن
اب ہوگئے وہ کانٹے گلوں کی نگاہ میں

وہ گرگ اب بھی پیشِ نظر ہیں جنہوں نے کل
ڈالا تھا اپنے ہاتھوں سے یوسف کو چاہ میں

ساقی نے مے پلائی مجھے اور میں نے پی
اب میں گناہ میں ہوں کہ ساقی گناہ میں

دیکھا تھا اُن کو آنکھوں نے دل کا تھا کیا قصور
یہ نقد دل لٹا تو لٹا کس گناہ میں

واصل اُس نے شعر کی قیمت وصول کی — جس کی غزل تمام ہوئی واہ واہ میں

میں اب یہ سوچتا ہوں ظفرؔ اُن کو دیکھ کر
دل کیوں اُلجھ گیا کسی زلفِ سیاہ میں

عبدالعزیز خان صاحب عزیزؔ یوسف زئی مرزاپوری

برباد ہو گیا جو محبت کی راہ میں — پہنچا غبار بن کے تری بارگاہ میں
دیکھو نگاہِ غور سے اُس بارگاہ میں — جو بات ہے گدا میں نہیں ہے وہ شاہ میں
جب چاہیں بخش دیں وہ ضیا اک نگاہ میں — ہو جائے روشنی مرے قلبِ سیاہ میں
دیر و حرم میں ڈھونڈتا پھرتا ہے تو جسے — زاہد- وہ پردہ دار ہے دل کی نگاہ میں
ہم کیوں جہاں میں اور کسی سے لگائیں دل — تم بس چکے ہو اب تو ہماری نگاہ میں
دیکھا جسے بھی تم نے وہ مسحور ہو گیا — ایسا بھرا ہے سحر تمہاری نگاہ میں
وہ اِک نگاہ خاص سے جس کو بھی دیکھ لیں — ہو جائے کامیاب وہی بارگاہ میں
اصلِ مجاز کچھ ہے جو دیکھیں بغور ہم — رنگِ مجاز کچھ ہے مذاقِ نگاہ میں
ذوقِ طلب کا جذب اثر کیا بتاؤں میں — دنیا سمٹ کے آگئی میری نگاہ میں
دیکھی ہے جب سے اُن کی تجلی یہ حال ہے — جی چاہتا ہے ان کو چھپا لوں نگاہ میں
محفل میں دیکھئے کسے چھینٹے نصیب ہوں — بادہ وہ بھر رہے ہیں بھرا اپنی نگاہ میں

دنیا لُٹا کے کچھ تو ملے گا ہمیں عزیزؔ
لُٹ جائیں کاش ہم بھی حقیقت کی راہ میں

محمد عظیم صاحب عظیمؔ لاہوری

ساقی بلا کا سحر تھا تیری نگاہ میں
توبہ بھی غرق ہو گئی ظرفِ گناہ میں

منزل پہ پہنچے ہمتِ مرداں کیسا تھا ساتھ
کیا خوب خضرِ راہ ملا ہم کو راہ میں

صد شکر ہم بھی مر کے ترا نقشِ پا بنے
حاصل ہوا کمال یہ الفت کی راہ میں

کچھ اس تڑپ سے آرزوئے دید ہم نے کی
جلوے سمٹ کے آ گئے خود ہی نگاہ میں

محشر میں پردہ رہ گیا مجرم روسیاہ کا
رحمت نے بڑھ کے لے لیا اپنی پناہ میں

ہیں اے کریم آج مجھے بامراد کر
میں دل سے ملتجی ہوں تری بارگاہ میں

زلفوں کو ڈال کر رخِ روشن پہ ناز سے
بولے کہ چاند چھپ گیا ابرِ سیاہ میں

تا حشر اُن کے در سے مرا سر نہ اٹھ سکا
اللہ رے اس قدر تھی کشش سجدہ گاہ میں

اُنکی مجال کیا جو نہ آئیں شبِ فراق
پہلے اثر تو پیدا کرے کوئی آہ میں

ہم کو فریب دے نہ سکے گا کوئی عظیمؔ
"اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں"

غازیؔ صاحب سکندرآبادی

بوئے کباب آنے لگے سوز میں آہ
جل جائے کاش دل ہی مرا اُنکی چاہ میں

قدموں پہ اُن کے سجدہ مجھے جب نصیب تھا
رقصاں تھا اک سرور سا قلب و نگاہ میں

قدموں کو اُن کے چوم لیا کیا برا کیا
زاہد مجھے ثواب ہے ایسے گناہ میں

اب اُنس ہو چلا ہے مجھے آہ آہ سے
اک لطف آ رہا ہے مجھے آہ آہ میں

ہم تو دعا یہ دیں گے کہ سب کا بھلا رہے　　اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں

مستی کی اور بات ہے غازیؔ کو دیکھیے

پابندِ شرع رہتے ہیں شادی بیاہ میں

فیاض خان صاحب فیاضؔ جے پوری (زیبائی)

اک دل ہے ایک تم ہو ہماری نگاہ میں　　ہر دم عزیز جاں بھی دونوں ہیں چاہ میں

خوش حال ہوں کہ تم رہے حالِ تباہ میں　　لیکن رہیں گے صرف تمہاری نگاہ میں

سرکی تھی انکے روئے منور سے کیا نقاب　　بجلی چمک کے چھپ گئی ابرِ سیاہ میں

اچھا ہوا کہ تم نے اسے اپنا کر لیا　　چین آ گیا ہے دل کو تمہاری پناہ میں

سب جانتا ہے کہتا ہوں میں بھی خدا گواہ　　دن رات یہ جدائی ہے میری نگاہ میں

بننے لگا اب ان کی تجلی کا آئینہ　　وہ جلوے ہیں مکیں دلِ الفت پناہ میں

فیاضؔ جلوہ گاہِ شکوری ہے اور ہم

دولت ملی یہ حضرتِ قائلؔ کی چاہ میں

مولوی قمر الدین صاحب قمرؔ از مولوی واہ ۔ ضلع ملتان

آیا ہوں جب سے شاہ رضاؔ کی پناہ میں　　پاتا ہوں اپنے آپ کو ظلِ الٰہ میں

کھویا گیا ہوں پیرِ مغاں کی نگاہ میں　　مدہوشیاں جھلکتی ہیں چشمِ سیاہ میں

آئینہ وار سب سے ہی یکساں سلوک ہے　　اپنے پرائے ایک ہیں میری نگاہ میں

کام آ گئیں مرے یہ تری کم نگاہیاں　　مٹ جاتا ورنہ میں تو تری جلوہ گاہ میں

دعوے ہوجس کو تاب کا آئے وہ سامنے　　موسیٰ تو ہوش کھو گئے پہلی نگاہ میں

اللہ کیلئے میرے خواجہ شکور شاہ

بے دست و پا قمر کو بھی لے لو پناہ میں

مشتاق علی صاحب مشتاق (شہنوی) ازبیا ئم

ہم کیا کریں گے جی کے جہان تباہ میں　　کچھ بھی نہیں یہ جلوہ ہستی نگاہ میں

لیل و نہار یہ جو ہیں الفت کی راہ میں　　الجھے رہیں گے ہم تو سپید و سیاہ میں

ناکامیوں نے عشق میں یہ گھر کیا تباہ　　اب حسرتیں نہیں دل حسرت پناہ میں

باقی دھواں سا ہے اب اور کچھ نہیں　　ہم تو رلائے چرخ کے تالے اک آہ میں

دنیا کی زندگی کے نہ پوچھو معاملے　　ہم آ بسے ہیں گویا حدودِ گناہ میں

اب ان کے جلوے کیوں نہیں آتے ہمیں نظر　　شاید کچھ آ گئی ہے خرابی نگاہ میں

پردہ اٹھائیے۔ رخ روشن دکھائیے

مشتاق منتظر ہے بہت جلوہ گاہ میں

مظفر صاحب وارثی میرٹھی

آنکھیں بچھاؤں کیوں نہ حسینوں کی راہ میں　　جی چاہتا ہے ان کو چھپا لوں نگاہ میں

محسوس درد ہو گا اسے میری آہ میں　　جو دل لٹا چکا ہو محبت کی راہ میں

رحمت نے تیری مجھ کو گنہگار کر دیا　　ہوں مبتلا ثواب کی خاطر گناہ میں

پردہ نشیں بتا ترا پردہ کہاں رہا　　پھرتا ہے رات دن تو ہماری نگاہ میں

چلا آ جا رہا ہے جو جس کارواں کیساتھ — رہ تو نہیں گیا کوئی رہگیر راہ میں
یہ میں نے کیا کیا تیرا دیدار کر لیا — جچتا ہی اب نہیں کوئی میری نگاہ میں
وہ اور بے حجاب دکھائیں تجلیاں — یہ روشنی کہاں مرے بختِ سیاہ میں
کیوں ڈگمگا نہ جائیں تمہیں دیکھکر قدم — ساغر چھلک رہے ہیں تمہاری نگاہ میں
تم نے جو اپنا چاند سا چہرہ چھپا لیا — دنیا سیاہ ہو گئی میری نگاہ میں
محفل میں سب تڑپتے ہوئے دل ٹھہر گئے — کس قہر کا فسوں تھا کسی کی نگاہ میں

محوِ بتوں میں یہ بھی مظفر خبر نہیں
جلووں پہ ہے نگاہ کہ جلوے نگاہ میں

صاحبزادہ عبدالرؤف نیر شکوری قادری (زیبائی)

جسکی جبیں جھکی تری الفت کی راہ میں — وہ سربلند ہو کے رہا ہر نگاہ میں
مایوس کب ہوا کوئی اُس بارگاہ میں — الطاف کی کمی نہیں دربارِ شاہ میں
دل کو بنا گئے ہیں وہ طور اک نگاہ میں — تجلی نہاں تھی چشمِ حقیقت پناہ میں
روزِ جزا سب اشکِ ندامت نے دھو دیئے — جتنے گناہ تھے مرے فردِ گناہ میں
دنیا بدل گئی مرے دل کی خدا گواہ — پنہاں وہ انقلاب تھا انکی نگاہ میں
وہ اک نشانِ منزلِ مقصود بن گیا — جو مٹ گیا تمہاری محبت کی راہ میں
دنیا کے پیچ و خم سے وہ آزاد ہو گئے — جن کو ملی پناہ تمہاری پناہ میں
آنکھوں کو نور مل گیا دل کو سرورِ دل — کیا اور چاہیئے مجھے اس جلوہ گاہ میں

کیا حال ہم بتائیں طلسمِ حیات کا   بھٹکے تمام عمر سپید و سیاہ میں

دنیائے حسن میں کوئی تم سا حسیں نہیں   اب کیا سمائے کوئی ہماری نگاہ میں

مقبولِ بارگاہِ رضا ہیں شہِ شکور   حضرتؒ نے اُن کو تولا ہے اپنی نگاہ میں

پیشِ نگاہ اُن کا جلال و جمال ہے   میری رسائی ہو گئی دربارِ شاہ میں

اُن کیلئے پناہ میسر نہیں کہیں   منزل سے ہٹ گئے ہیں جو دنیا کی چاہ میں

حسنِ تصورات کے قربان جائیے   تصویرِ یار کھنچ گئی میری نگاہ میں

باقی رہا وہی جو فنا فی الوفا ہوا   قائم ہیں ایسے نقش محبت کی راہ میں

دیکھے زمانہ سب کو ہماری نگاہ میں   "اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں"

مدِ نظر ہے جائزہ بزمِ حیات کا   "اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں"

دنیا کی گردشوں سے اُسے واسطہ نہیں
نیّر ہے باریاب تری بارگاہ میں

حافظ چندا میاں **واصل** بریلوی

سر اُن کے سنگِ در پہ نظر اُنکی راہ میں   میرا شعور بھی ہے کسی کی نگاہ میں

ہم عمر بھر بھٹک سکے اُن کی راہ میں   انسان کو شعور بھی رہتا ہے چاہ میں

حالانکہ مہر و ماہ میں تو جلوہ ریز ہے   تیرا گمان پھر بھی نہیں مہر و ماہ میں

جلوے قریب ڈھونڈھ رہی ہے مری نظر   جلوے ملیں گے دور کسی جلوہ گاہ میں

کیا پوچھتے ہو سوزِ محبت کی انتہا   اب زندگی تمام ہے دو ایک آہ میں

مخمور ہو کے گر گئے سجدے ہیں بادہ نوش ۔ ورنہ کہاں نہ تھا زہد کا پہلو گناہ میں

وہ دیکھتے ہیں مجھ کو بڑے اشتیاق سے ۔ کچھ خوبیاں بھی ہیں مرے حالِ تباہ میں

دنیا میں یوں کبھی ہوتی ہے اک بے بصر کی قدر

واصل سما گئے ہیں کسی کی نگاہ میں

ہوش ترمذی صاحب

وہ اب خیال میں ہیں وہ اب ہیں نگاہ میں ۔ میں ہوں کبھی چمن میں کبھی مہر و ماہ میں

کتنا سکون ہے غمِ جاناں کی راہ میں ۔ ہر غم سما گیا ہے غمِ بے پناہ میں

منزل ہو سکی تم۔ اسے دیر و حرم سے کیا ۔ بس اتنا یاد ہے کہیں آئے تھے راہ میں

مانا درازیِ شبِ ہجراں سے کام ہے ۔ ہم بھی تو زلفِ یار ہیں تیری پناہ میں

ہر ہر قدم ہجومِ تماشا کے باوجود ۔ تم تھے۔ تمہیں ہو تم ہی رہو گے نگاہ میں

دل کو مجالِ دید نہ طاقت نگاہ میں ۔ ہم کیا سمجھ کے آ گئے اس جلوہ گاہ میں

مقصد سکونِ دل ہے تو واعظ صواب ہے ۔ مجھ کو گناہ میں، تجھے ترکِ گناہ میں

اے شوق المدد کہ وہ مختارِ حشر ہیں ۔ کیا کیا بڑھاؤں اور بھی فردِ گناہ میں

اے ہوش وقت سے نہ پڑے واسطہ کبھی

"اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں"

نشست مشاعرہ ۱۷ اگست ۱۹۵۴ء
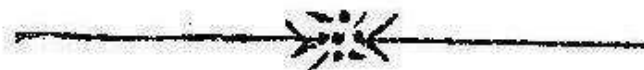
بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن - لاہور

بہ سلسلہ عرس شریف فخر العارفین سیدنا و مولنا محمد عبد الحئی صاحب قدس سرہ الکریم

مصرعِ طرح

مرا سر جھکا رہے گا ترے سنگِ آستاں پر

نوٹ :- حضرت زخمی صاحب لکھنوی۔ علامہ قابل صاحب گلاوٹھوی۔ حکیم مقرب صاحب دہلوی۔ پیامی برنی صاحب مرزا صمصام صاحب۔ فیروز دہلوی کی طرحی غزلیں بہ سلسلہ اشاعت متعدد بار یاد دہانی کے باوجود موصول نہ ہو سکیں۔

منشی آفتاب صاحب اکبر آبادی

مجھے اے نصیب لے چل کبھی تربتِ مغاں پر
مرے دل میں ہے یہ ارمان کروں سجدے آستاں پر

ہنسی آئی صورتِ گل انہیں جب مری فغاں پر
گریں بجلیاں تڑپ کر وہیں میرے آشیاں پر

مجھے حکم آپ کا ہے کہ نہ آ مرے مکاں پر
یہ مزید ہے اضافہ مرے شوقِ امتحاں پر

تو خفا ہے مجھ سے ہو جا نہیں مجھ کو تجھ سے شکوا
مرا سر جھکا رہیگا ترے سنگِ آستاں پر

کوئی کیا کہے گا دل میں ارے سوچ آدمی بن
کہ غرور و تمکنت سے ہے دماغ آسماں پر

مجھے اس قدر ستایا - مجھے اتنا آزمایا
مجھے تھا گھمنڈ جتنا ترے لطف بیکراں پر

مجھے بے خطا یہ دنیا ابھی دار پر چڑھا دے ترا نام بھول کر بھی اگر آ گیا زباں پر

مرے آفتاب تو بھی ذرا شرم اسکی رکھنا
تجھے اختیار میں نے جو دیا ہے دو جہاں پر

محمد اکرم صاحب اکرام (زیبائی) لاہوری

دم سجدہ کہہ رہے ہیں سبھی انکے آستاں پر یہ جبیں ہے آستاں پر کہ زمیں ہے آسماں پر
ہے قیام آسماں پر تو نگاہ ہے کہاں پر کہیں سر بسجدہ انجم تری خاک آستاں پر
نہ پڑیں گی میری نظریں کبھی ماہ آسماں پر کہ وہ ہو گئی ہیں مفتوں ترے روئے ضو فشاں پر
ترے در کی جبہ سائی ہوئی وجہ سر بلندی ترا در ملا ہے جب سے مرا سر ہے آسماں پر

مجھے دیر سے غرض کیا مجھے کیا حرم سے اکرم
مرا سر جھکا رہے گا اسی سنگ آستاں پر

محبوب رضا صاحب محبوب نصیر آبادی (رشید آباد سندھ)

نہ زمیں پر کہیں ہے نہ عیاں ہے آسماں پر نہیں کوئی بتا دے وہ مکیں ہے کہاں پر
تری یاد زندگی ہے تری دید بندگی ہے وہیں سجدہ کرتا ہوں میں ترے جلوے ہوں جہاں پر
مجھے اب تلاش کیا ہو مجھے کس کی جستجو ہو کہ نظر جمی ہوئی ہے مری ایک مہرباں پر
ترے سنگ آستاں پر مرا سر جھکا رہے گا مرا سر جھکا ہوا ہے ترے سنگ آستاں پر

تو ہی جانِ آرزو ہے تو ہی روحِ مدعا ہے
تری یاد میرے دل میں ترا نام ہے زباں پر

نذرِ عقیدت

بحضورِ سیدی و مولائی قبلۂ عالی شاہ محمد عبدالشکور صاحب دامت برکاتہم العالیہ

جائے اب اٹھکر کہاں دیوانہ شاہِ شکور
مطمئن ہے پاگیا کاشانہ شاہِ شکور

اہلِ دل مفتوں ہوئے حسنِ شکوری دیکھکر
ہوگئے اہلِ نظر دیوانہ شاہِ شکور

بادۂ عرفاں کے طالب پی رہے ہیں بیحساب
معجزہ ہے معجزہ میخانہ شاہِ شکور

ملگئی ہاں مل گئی شمعِ ہدایت مل گئی
ہوگیا میں ہوگیا دیوانہ شاہِ شکور

کہہ رہی ہے بزم میں حسنِ طریقت کی ضیا
آفتابِ چشت ہے پیمانہ شاہِ شکور

اپنے منگتوں پر نگاہِ خاص رکھتے ہیں مدام
کیوں نہ ہوں اہلِ طلب دیوانہ شاہِ شکور

فیض کا دریا ہی جاری پی رہے ہیں خاص و عام
کوئی دیکھے تو ذرا میخانہ شاہِ شکور

سایۂ فیضِ رضا میں عمر گذرے گی مری
میں ہوں نیرؔ اور اب کاشانہ شاہِ شکور

(صاحبزادہ) عبدالرؤف نیرؔ شکوری۔ قادری (ذہیبانی)